ڈاکٹر اسرار احمد

مکتبہ خدّام القرآن لاہور

مرتبہ

ڈاکٹر اسرار احمد

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

نام کتاب ———— مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب
طبع نمبر 1 تا طبع نمبر 15 (مارچ 1978ء تا ستمبر 2003ء) ——— 23,100
طبع نمبر 16 (اپریل 2005ء) ——— 1100
ناشر ——— ناظم نشر و اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
مقام اشاعت ——— 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 03-5869501
مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت ——— 75 روپے

ترتیب

آغاز ہی میں یہ بات عرض کر دینی مناسب ہے کہ یہ نصاب راقم کا طبعزاد نہیں ہے بلکہ اس کا اصل ڈھانچہ مولانا امین احسن اصلاحی کا تیار کردہ ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۹۵۱-۵۲ء میں جب راقم الحروف اسلامی جمعیت طلبہ لاہور و پنجاب کا ناظم تھا اس نے جمعیت کے زیرِ اہتمام طلبہ کے لیے دو تربیتی کیمپ منعقد کیے تھے ایک دسمبر ۱۹۵۱ء میں کرسمس کی تعطیلات میں اور دوسرا ۱۹۵۲ء کی تعطیلاتِ موسمِ گرما میں ـــــ ان تربیت گاہوں میں قرآنِ حکیم کا درس مولانا اصلاحی مدظلّہ نے دیا تھا اور اس غرض سے انہوں نے ایک نصاب تجویز کیا تھا جو درجِ ذیل ہے:

۱۔ انسان کی انفرادی زندگی کی رہنمائی کے لیے سورۃ لقمان کا دوسرا اور سورۃ الفرقان کا آخری رکوع۔

۲۔ عائلی زندگی سے متعلق ـــــ سورۃ التحریم مکمل۔

۳۔ قومی، ملی اور سیاسی زندگی کی رہنمائی کے ذیل میں سورۃ الحجرات مکمل۔

۴۔ فریضۂ اقامتِ دین کے ذیل میں سورۃ الصف مکمل۔

۵۔ اور تحریکِ اسلامی سے متعلق مختلف مسائل میں رہنمائی کے ذیل میں سورۃ العنکبوت مکمل۔

راقم کی خوش قسمتی تھی کہ اسے بطور ناظم ان دونوں تربیت گاہوں میں شرکت کا موقع ملا اور یہ مقامات اس نے دو بار مولانا اصلاحی صاحب سے براہِ راست پڑھے اور راقم نے ان مقامات کو اس طرح اخذ کر لیا کہ "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً" (پہنچاؤ میری جانب سے چاہے ایک ہی آیت) کے مصداق انہیں آگے پڑھانے کے لیے بھی کسی قدر اعتماد پیدا ہو گیا۔ چنانچہ زمانۂ طالب علمی میں جمعیت کے اجتماعات میں بھی راقم مطالعۂ قرآن کی ذمہ داریاں نبھاتا رہا۔ تعطیلات کے زمانے میں ساہیوال میں جماعتِ اسلامی کے اجتماعات میں بھی ان مقامات کا درس دیتا رہا اور رمضان المبارک کے ایک تربیتی پروگرام میں پورا نصاب بھی پڑھایا۔ ۱۹۵۴ء میں ملتان میں منعقدہ جمعیت کی ایک تربیت گاہ میں راقم نے پھر یہ نصاب اسی تدریج کے ساتھ پڑھایا۔ بعد میں جب ساہیوال میں راقم نے ایک "اسلامی ہاسٹل" قائم کیا تو اس میں مقیم طلبہ کو بھی راقم نے اس پورے نصاب کا درس دیا۔ اس کے بعد جب راقم کراچی میں تھا تو وہاں بھی مقبولِ عام ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک حلقہ قائم کر کے اسی منتخب نصاب کا درس دیا گیا۔ بعدہٗ

لاہور میں "حلقہ ہائے مطالعہ قرآن" کے اُس سلسلے کی اساس بھی راقم نے اسی کو بنایا جس نے اللہ کے فضل و کرم سے ایک باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کر لی۔

البتہ اس عرصے کے دوران میں وقتاً فوقتاً تو اس بنیادی نصاب میں اضافے کرتا رہا جن سے اس نصاب کی ایک واضح بنیاد بھی قائم ہو گئی اور مختلف مقامات کے مضامین میں جو فاصلے تھے وہ بھی بہت حد تک پاٹ دیئے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ بھی خود راقم یا کوئی اور شخص اس میں مزید مفید اضافے کر سکے۔ تاہم اس وقت راقم کا گمان ہے کہ ایک خاص نقطۂ نظر سے قرآن حکیم کا جو انتخاب اس نصاب میں کیا گیا ہے وہ بہت حد تک مکمل بھی ہے اور نہایت مفید بھی۔

آگے چلنے سے پہلے اس "خاص نقطۂ نظر" کی وضاحت بھی ہو جاتے تو اچھا ہے۔ وہ نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایک مسلمان کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ اس کے دین کے تقاضے اس سے کیا ہیں اور اُن کا رب اس سے کیا چاہتا ہے؟ گویا دین کے تقاضوں اور مطالبوں کا ایک اجمالی لیکن جامع تصور پیش کرنا اس انتخاب کا اصل مقصود ہے اور ویسے ضمناً اس سے خود دین کا ایک جامع تصور بھی آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے اور محدود مذہبی تصورات کی جڑیں خود بخود کٹتی چلی جاتی ہیں۔

ایک عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس منتخب نصاب کو یکجا شائع کر دیا جائے لیکن بوجوہ یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہر کام کے لیے وقت معین ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب اس کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لیے مفید بنائے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید ہے۔

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

عرضِ ناشر

پچھلے کچھ عرصے سے بعض احباب کی جانب سے یہ تقاضا بار بار سامنے آیا ہے کہ منتخب نصاب میں قرآن حکیم کی آیات کے متن کے ساتھ شاہ عبدالقادرؒ دہلوی کا جو اُردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے وہ چونکہ دو سو برس پرانی اُردو پر مشتمل ہے جبکہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ زبان کی تراکیب اور محاوروں کے استعمال میں خاصا فرق واقع ہو جاتا ہے، لہٰذا اُس کی بجائے کوئی سادہ، سلیس اور جدید ترجمہ شاملِ نصاب ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس ایڈیشن سے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا ترجمہ نصاب میں شامل کیا جا رہا ہے جو رواں اور سلیس بھی ہے اور نسبتاً جدید بھی!

حصہ اول

درسِ اوّل

لوازمِ نجات

سورۃ العصر کی روشنی میں

درسِ دوم

حقیقتِ بِرّ و تقویٰ

آیۂ بِرّ (سورۃ البقرہ : ۱۷۷) کی روشنی میں

درسِ سوم

مقامِ عزیمت

سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

درسِ چہارم

حظِّ عظیم

سورۃ حٰمٓ السّجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کی روشنی میں

حصۂ اوّل

درسِ اوّل

مذکرۃ الصدر مقصد کے تحت اس نصاب کا نہایت موزوں آغاز سورۃ العصر سے ہوتا ہے جو خسرانِ ابدی سے انسان کے بچاؤ کی چار بنیادی شرائط یا بالفاظ دیگر کامیابی اور فوز و فلاح کے چار ناگزیر لوازم یا نجات کی راہ کے چار سنگ ہائے میل کا تعین کر دیتی ہے یعنی ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔ راقم کے نزدیک یہ سورت صرف اس نصاب ہی کے لیے نہیں، پورے قرآن حکیم کے لیے بمنزلہ اساس ہے اور اس کی حیثیت اس بیج کی سی ہے جس سے قرآن مجید کی تمام تعلیمات کے برگ و بار پھوٹے ہیں۔ واللہ اعلم ——— بہر حال اس نصاب کی جڑ سورۃ العصر ہے اور بقیہ پورا نصاب گویا اسی کی تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ سورۃ العصر پر راقم کی ایک تقریر اور ایک تحریر یکجا "راہِ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں" کے نام سے مطبوعہ موجود ہے۔

حصۂ اوّل

درسِ دوم

حقیقتِ بِرّ و تقویٰ

آیۂ بِرّ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷) کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ

نیکی یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف اور مغرب کی

وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ الۡکِتٰبِ

لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر

وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ

اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور

الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ ۙ وَ السَّآئِلِیۡنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ

محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے

الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚ وَ الۡمُوۡفُوۡنَ بِعَہۡدِہِمۡ اِذَا عٰہَدُوۡا ۚ وَ

نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور

الصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِکَ

صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں

الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾

سچے اور یہی ہیں پرہیزگار

اس نصاب کا دوسرا درس "آیۂ بِرّ" ہے یعنی سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۷ جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی کے ایک محدود مذہبی تصور کی جڑ کٹ جاتی ہے اور نیکی کا ایک جامع اور مکمل تصور سامنے آ

ثَابِتٌ" سے لے کر" فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ" تک واضح ہو جاتا ہے بلکہ اس آیت کی نسبت سورۃ العصر سے کچھ ایسی ہے جیسے ایک بند کلی تھی جو ذرا کھل گئی ہے یعنی ایمان نے بنیادی ایمانیات کی تفصیل کی صورت اختیار کر لی، عملِ صالح کی تین محکم بنیادیں متعین ہو گئیں اور صبر کے مواقع کی بھی قدرے تفصیل آ گئی۔ صرف تواصی بالحق کا ذکر یہاں نہیں ہے اگرچہ تبعاً وہ بھی صبر کے ذیل میں موجود ہے۔ الغرض یہ آیت ہر اعتبار سے اس نصاب کا موزوں ترین درس ۲ ہے۔

حصۂ اوّل

درسِ سوم

مقامِ عزیمت

اور حکمتِ قرآنی کی اساسات

سورۂ لقمان (رکوع ۲) کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ

اور ہم نے دی لقمان کو

الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ

منکر ہوگا تو اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس

يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ⑬ وَوَصَّيْنَا

کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بیشک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ

کردی انسان کو اس کی ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ⑭ وَاِنْ

اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر

جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا

وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ

اور ساتھ دے اُن کا دنیا میں دستور کے موافق اور راہ چل اُس کی جو رجوع ہوا میری طرف

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ

پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ

برابر رائی کے دانہ کی پھر وہ ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا

فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَا بُنَيَّ أَقِمِ

زمین میں لا حاضر کرے اُس کو اللہ بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے بیٹے قائم رکھ

الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا

نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو

أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

تجھ پر پڑے بیشک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال مت پھلا

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا

فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ

بڑائیاں کرنے والا اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بیشک

أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾

بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے

اس نصاب کا تیسرا درس سورۃ لقمان کا رکوع ۲ ہے جو پھر ایک دوسرے زاویے سے سورۃ العصر ہی کی تفصیل ہے۔ یہاں ایمان کے ذیل میں خدا کے شکر کے التزام اور اُس کے ساتھ شرک سے اجتناب کا ذکر ہے۔ اعمالِ صالحہ میں برِّ والدین اور نماز کی تاکید کے علاوہ کبر و غرور سے روکا گیا ہے اور میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہے۔ "تواصی بالحق" کی ایک فرع "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" پر زور ہے اور صبر کی تاکید ہے۔ گویا سورۃ العصر کے چاروں اجزاء یہاں بھی موجود ہیں۔

ان کے علاوہ یہ رکوع حکمتِ قرآنی کے نہایت اہم اور بنیادی اور اساسی نکات کا حامل ہے

یعنی (۱) یہ کہ فطرت کی صحت اور سلامتی کا لازمی نتیجہ شکر ہے (۲) حکمت کا لازمی تقاضا ہے کہ یہ جذبۂ شکر خدا کی ذات پر مرتکز ہو جائے (۳) خدا کا شکر مستلزم ہے اجتناب شرک اور التزام توحید کو۔ (۴) انسان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے خالق کے ہیں اور اس کے بعد سب سے مقدم والدین کے (۵) اگر ان دونوں میں ٹکراؤ ہو تو الاقدم فالاقدم کے مصداق خدا کا حق فائق رہے گا۔ (۶) برِّ والدین میں ان کا اتباع لازماً شامل نہیں، اتباع صرف اس کا کیا جانا چاہیے جس نے اپنا رُخ خدا کی طرف کر لیا ہو وغیرہ وغیرہ (۷) نیکی اور بدی کا شعور فطرتِ انسانی میں ودیعت شدہ ہے۔

سورۂ لقمان کے رکوع دوم میں وارد شدہ الفاظ "اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ" کی مناسبت سے منتخب نصاب کے اس مرحلے پر ایک مفصل تقریر "حقیقت و اقسام شرک" کے موضوع پر کی جاتی ہے جو بالعموم دو نشستوں میں مکمل ہوتی ہے۔

خطِ عظیم

سورہ حٰمٓ السجدہ کی آیات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے

تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا

اُن پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو

بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ

اُس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا

الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ

میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لیے

فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا

وہاں ہے جو کچھ مانگو مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے اور اُس سے بہتر کس کی

مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۳﴾

بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں

وَ لَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَ لَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ

اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو

فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا

پھر تو دیکھ لے کہ مجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے قرابت والا اور یہ

يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾ وَاِمَّا
بات ملتی ہے انہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے اور جو
يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سننے والا
الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾
جاننے والا

چوتھا درس سورۂ حٰمٓ السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ پر مشتمل ہے اور یہ بھی سورۃ العصر کے چاروں اجزاء پر جامعیت کے ساتھ محیط ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ سورۃ العصر میں ان چاروں اجزاء کی ابتدائی اور کم از کم یا ناگزیر اساسات کا ذکر ہے اور یہاں ان ہی کے بلند ترین مقامات کا تذکرہ ہے چنانچہ ایمان کا لبِ لباب یہ ہے کہ انسان اللہ کی ربوبیت پر مطمئن ہو جائے۔ تواصی بالحق کی بلند ترین منزل دعوت الی اللہ ہے اور صبر کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ انسان بدی کو جھیلے ہی نہیں بلکہ اس کا جواب نیکی سے دے۔ رہا عملِ صالح تو یہ بجائے خود ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جو بیک وقت اصول و فروع اور جڑ اور چوٹی سب پر حاوی ہے ——— گویا کہ یہ مقام ع "کہ عنقا را بلند است آشیانہ" کی تفسیر اور انسانیت کے بلند ترین مراتب یا "حظِ عظیم" کی تفصیل ہے یا بالفاظِ دیگر یوں کہہ لیا جائے کہ سورۃ العصر نے جس راہ کے ابتدائی مراحل کا ذکر کیا ہے اس مقام پر اس کی انتہائی منزلیں واضح کر دی گئیں۔

مندرجہ بالا چاروں درس جامع تھے یعنی ان سب میں نجات کے چاروں لوازم کا ذکر موجود ہے آگے اسباق میں ان میں سے ایک ایک جزو کو لے کر ان کی تشریح و تفصیل کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ پانچ مقامات ایمان کے ذیل میں ہیں۔ چھ مقامات عمل صالح کی تفصیل پر مشتمل ہیں۔ چار مقامات تواصی بالحق کے ذیل میں ہیں اور چھ مقامات تواصی بالصبر کے سلسلے میں ہیں اور آخر میں ایک جامع سورت کے درس پر اس نصاب کا اختتام ہوتا ہے جس سے گویا ایک بار پھر پورے سبق کی دہرائی ہو جاتی ہے۔ ان مقامات میں سے کچھ مختصر ہیں جنہیں ایک نشست میں بیان کیا جا سکتا ہے اور کچھ طویل ہیں جن کیلئے ایک سے زائد درس درکار ہوں گے۔ لہٰذا آئندہ درسوں کا نمبر متعین نہیں رہے گا یہ تعداد مختلف احوال و مقامات کی مناسبت سے تبدیل ہوتی رہے گی۔

حصۂ دوم

مباحثِ ایمان

درسِ اوّل

قرآن کے فلسفہ و حکمت کی اساسِ کامل

سورۃ الفاتحہ کی روشنی میں

درسِ دوم

اولوالالباب کے ایمان کی کیفیّت

سورۃ آلِ عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ سوم

نورِ ایمانی کے اجزائے ترکیبی

سورۃ النّور (رکوع ۵) کی روشنی میں

درسِ چہارم

ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات

سورۃ التّغابن کی روشنی میں

درسِ پنجم

اثباتِ آخرت کے لیے قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

حصۂ دوم

درس اوّل

قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کی اساسِ کامل :

سُورَۃُ الفاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا بیحد مہربان

الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

نہایت رحم والا مالک روزِ جزا کا ہے تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں بتلا ہم کو راہ

الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ⑦

جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے

ایمان کے مباحث میں پہلا درس سورۃ الفاتحہ پر مشتمل ہے جو گویا قرآن کے فلسفہ و حکمت کے خلاصے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسے "اساس القرآن" بھی کہا گیا اور "اُمّ القرآن" بھی۔ اِس سورۂ مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جہاں تک ایمان باللہ یا توحید اور ایمان بالآخرت یا معاد کا تعلق ہے ان تک تو ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان عقل و فطرت کی رہنمائی میں از خود بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک بے پناہ جذبۂ عبادت و استعانت اس کے اندر ابھرتا ہے لیکن جہاں تک "صراطِ مستقیم" یعنی زندگی بسر کرنے کے معتدل اور متوازن طریقے کا معاملہ ہے وہاں انسانی عقل بالکل بے بس ہے اور انسان کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ گھٹنے ٹیک کر اللہ سے ہدایت کی درخواست کرے۔ اور اصلاً یہی ایمان بالرسالت کی عقلی بنیاد ہے!

حصّۂ دوم

درس دوم

اُولوالالباب کے ایمان کی کیفیت

سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ
بیشک آسمان اور

وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾
زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ
وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور

یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا
فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے تونے یہ

بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ
عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے اے رب ہمارے جس کو تونے دوزخ میں

النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا
ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا اور نہیں کوئی گنہگاروں کا مددگار اے رب ہمارے

سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ
ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لے آئے

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾
اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دور کردے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ

اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن

إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ

بیشک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا پھر قبول کی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ

محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں کی مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو پھر وہ لوگ کہ

هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا

ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے

وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں ان کی اور داخل کروں گا ان کو باغوں میں جن کے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ

نیچے بہتی ہیں نہریں یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ کے ہاں ہے اچھا

الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾

بدلا

ایمان کے ذیل میں دوسرا درس سورۂ آلِ عمران کے آخری رکوع کی آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵ پر مشتمل ہے۔ یہ آیاتِ مبارکہ ایمان کے سلسلے میں قرآن حکیم کے سادہ اور فطری استدلال کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ گویا ان سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ ایک صحیح العقل اور سلیم الفطرت انسان کس طرح اوّلاً آفاق و انفس میں غور و فکر کے نتیجے میں خدا کے وجود، اس کی توحید اور اس کی صفاتِ کمال کا علم حاصل کرتا ہے یا بالفاظِ دیگر ایمان باللہ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ پھر کس طرح وہ خدا کی یاد کے التزام کے ساتھ مزید غور و فکر سے ایمان باللہ کی ایک فرع ہی کی حیثیت سے معاد و آخرت پر ایمان

ل بقول علامہ اقبال مرحوم:

جز بہ قرآں ضیغمی روباہی است — فقرِ قرآں اصلِ شاہنشاہی است

فقرِ قرآں اختلاطِ ذکر و فکر — فکر را کامل ندیدم جز بہ ذکر

اور بقول رومی:

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن — فکر اگر جامد بود، رو ذکر کن

ذکر آرد فکر را در اہتزاز — ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز

لاتا ہے ——— اور پھر جب انہی دو اساسی امور پر مشتمل کسی نبی کی دعوت اس کے کانوں میں پڑتی ہے تو
کس طرح والہانہ اس پر لبیک کہتا ہے۔ اس طرح اِن آیات سے گویا 'ایمانِ عقلی' اور 'ایمان سمعی' کا باہمی
ربط بھی واضح ہو جاتا ہے اور فی الجملہ ایمان کی عقلی و منطقی ترکیب (SYNTHESIS) پر بھی روشنی پڑجاتی ہے
آخر میں اس ایمان سے اس صحیح الفطرت انسان کی زندگی میں جو انقلاب آتا ہے اور حق کے لیے
وہ جس ایثار و قربانی، صبر و ضبط اور ثبات و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا ذکر ہے اور اس کی ان
جانبازیوں اور سرفروشیوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انتہائی تاکیدی انداز میں اجر و ثواب کا وعدہ
اور پختہ یقین دہانی ہے۔

ایمان کی متذکرہ بالا تین کڑیوں میں سے پہلی یعنی ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

کے مصداق کائنات میں ہر چہار طرف پھیلی ہوئی آیاتِ الٰہی پر غور و فکر سے اصحابِ عقل و دانش کے خدا
کو پہچاننے اور اس کی توحید اور صفاتِ کمال کا علم حاصل کرنے یا بالفاظِ دیگر اس پر ایمان لانے کی مزید
وضاحت کے ضمن میں سورۃ البقرہ کی آیات ۱۶۴ اور ۱۶۵ سے مدد لی جاتی ہے، جن سے مزید ایک اور
حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ معرفتِ خداوندی کا اصل ثمرہ یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت سے اس درجہ
سرشار ہو جائے کہ بقیہ تمام محبتیں اُس کی محبت کے تابع ہو جائیں۔
اسی طرح ایمان کے سلسلۃ الذہب کی دوسری کڑی یعنی تخلیقِ کائنات میں حکمتِ خداوندی کی
کارفرمائی اور ہر چیز کی بامقصدیت (PURPOSEFULNESS) کے مشاہدے سے جزا و سزا پر استدلال اور
ایمان بالآخرت تک رسائی کی مزید وضاحت کے لیے سورۃ المومنون کی آیات ۱۱۵ اور ۱۱۶ سے استشہاد کیا جاتا
ہے اور اس طرح 'ایمانِ عقلی' کے دونوں اجزاء کی مزید وضاحت بھی ہو جاتی ہے اور سامع پر "القرآنُ
یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا" کی حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے۔

درسِ سوم

نورِ ایمانی کے اجزائے ترکیبی

نورِ فطرت اور نورِ وحی

سورۃ النّور (رکوع ۵) کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی مثال اُس کی روشنی کی جیسے ایک طاق

فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ

اُس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ

دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ

چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اُس میں ایک برکت کے درخت کا وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور

لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ

نہ مغرب کی طرف قریب ہے اُس کا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ

اللہ راہ دکھلا دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ۳۵ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے اُن گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا اُنکو بلند کرنے کا اور وہاں

فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ ۳۶ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ

اُس کا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اُس کی وہاں صبح اور شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽

سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ

ڈرتے رہتے ہیں اُس دن سے جس میں اُلٹ جائینگے دل اور آنکھیں تاکہ بدلہ دے اُنکو اللہ

أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ

اُنکے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے اُنکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ

بے شمار اور جو لوگ منکر ہیں اُن کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اُسکو

مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ

پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اُس پر اُس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اُسکو پورا پہنچا

حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ

دیا اُس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے

مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ

اُس پر ایک لہر اُس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر

بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ

ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اُسکو وہ سوجھے اور جس کو اللہ نے نہ دی

نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ﴿٤٠﴾

روشنی اُسکے واسطے کہیں نہیں روشنی

ایمان کے ذیل میں تیسرا درس سورۃ النور کے رکوع ۵ پر مشتمل ہے جس کی آیت ۳۵ میں ایک حد درجہ بلیغ تمثیل کے پیرائے میں نورِ ایمان کی حقیقت سمجھائی گئی ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی کو واضح کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ یہ دو اجزاء سے مرکب ہے: ایک نورِ فطرت جس کی مثال اُس صاف شفاف تیل کی سی ہے جو گویا کہ منتظر ہوتا ہے کہ جونہی آگ اُس کے قریب آئے وہ فوراً بھڑک اُٹھے اور دوسرے نورِ وحی جس کی مثال اُس آگ کی سی ہے جو فطرت کے صاف روغن کو فوراً مشتعل کر دیتی ہے۔ یہ تمثیل اگرچہ کاملۃً تو صرف صدیقین کے ایمان ہی پر چسپاں ہوتی ہے چونکہ اُن ہی کی فطرت کا روغن اتنا شفاف ہوتا ہے کہ وہ نبیؐ کی دعوت پر بغیر کوئی دلیل طلب کیے فوراً ایمان لے آتے ہیں تاہم اس سے اس بنیادی حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جس طرح بصارتِ ظاہری کے لیے بھی خارج میں روشنی اور

آنکھوں میں بینائی دونوں کا ہونا لازم ہے اسی طرح اس بصیرت باطنی کے لیے بھی کہ جس کا نام ایمان ہے یہ دونوں چیزیں لازم ہیں کہ خارج میں نورِ وحی و رسالت بھی موجود ہو اور انسان کے باطن میں اس کی فطرت کا نور بھی بالکل بجھ نہ چکا ہو ــــــ اس طرح یہ تمثیل سلسلۂ ایمان کی تیسری کڑی یعنی 'ایمان بالرسالت' کی حقیقت کو مزید واضح کر دیتی ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۸ میں ان سلیم الفطرت انسانوں کی زندگیوں کی ایک دوسری جھلک دکھائی گئی ہے جو نورِ ایمان سے کماحقہٗ بہرہ ور ہوتے ہیں یعنی مساجد کے ساتھ ان کی محبت' ذکرِ الٰہی کے ساتھ اُن کا اُنس اور اس کے لیے اُن کا ذوق و شوق اور اُس پر اُن کا دوام' صلوٰۃ و زکوٰۃ کا التزام اور ان سب کے بعد بھی خشیتِ الٰہی کا غلبہ اور حساب و کتاب اور جزا و سزا کے خیال سے لرزہ براندام رہنا۔

اس مقام پر اس حقیقت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ 'مردِ مومن' کی زندگی کی تصویر کا ایک رُخ تو وہ ہے جو سورۂ آلِ عمران کی آیت ۱۹۵ میں بیان ہوا ہے اور دوسرا رخ یہ ہے جو یہاں سورۃ النور کی آیات ۳۶ تا ۳۸ میں دکھایا گیا ہے اور مکمل تصویر ان دونوں کے امتزاج ہی سے بنتی ہے ایک نقشہ عشق و محبت' ذوق و شوق اور عبادت و ریاضت کا ہے اور دوسرا نقشہ سعی و جہد' مصابرت و مقاومت اور جہاد و قتال کا۔ اور بات تبھی بنتی ہے جب یہ دونوں پہلو موجود ہوں یعنی وہی بات جو دشمنوں نے ان الفاظ میں بیان کی تھی کہ "ھُمْ بِاللَّیْلِ رُھْبَانٌ وَ بِالنَّھَارِ فُرْسَانٌ" (یہ لوگ راتوں کے راہب ہیں اور دن کے شہسوار!)

اس رکوع کی بقیہ آیات میں دو تمثیلوں کے پیرائے میں ایک تو "نُورٌ عَلٰی نُورٍ" کے بالکل برعکس "ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ" کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ اُن لوگوں کی مثال ہے جو ایک طرف تو نورِ وحی و نبوت سے بالکل محروم رہے اور دوسری طرف اُن کا نورِ فطرت بھی بالکل بجھ چکا، چنانچہ اب اُن کے پاس نہ تو نورِ ایمان کی کوئی جھلک ہے نہ کسی نیکی یا بھلائی کی کوئی روشنی، حتیٰ کہ اُن کی زندگی ریاکارانہ نیکی کی ملمع سازی والی جھوٹی چمک سے بھی بالکل خالی نظر آتی ہے۔ اور دوسرے ایک درمیانی کردار کی نقشہ کشی کی گئی ہے جن کے پاس ایمان ہے تو صرف زبانی اقرار اور دعویٰ کی حد تک، قلب کی تصدیق سے بالکل تہی دست اور اگر کوئی نیکی یا صدقہ و خیرات ہے تو محض ریا و سُمعہ کی خاطر، خلوص اور اخلاص سے بالکل خالی۔ اُن کی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو سراب کو پانی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور آخر کار تباہی و ہلاکت سے دوچار ہو کر رہتا ہے۔

حصۂ دوم

درس چہارم

ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات

سورۃ التغابن کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ

مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا

وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهُ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى

اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ

کی اور اللہ بے پرواہ ہے سب تعریفوں والا دعویٰ کرتے ہیں منکر کہ ہرگز اُن کو کوئی نہ اٹھائیگا

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ

تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تم کو بیشک اٹھانا ہے پھر تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ اللہ پر

يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

آسان ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اُتارا اور اللہ کو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَ

تمہارے سب کام کی خبر ہے جس دن تم کو اکٹھا کریگا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار جیت کا اور

مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا اُتار دیگا اُس پر سے اُسکی بُرائیاں اور داخل کریگا اُس کو

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹

باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں سدا رہیں اُن میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ ہیں دوزخ والے سدا رہیں اُسی میں

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

اور بُری جگہ جا پہنچے نہیں پہنچتی کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے اور جو کوئی

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اُسکے دل کو اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے اور حکم مانو اللہ کا

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۲

اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا تو یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ اُس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر چاہیے بھروسہ کریں ایمان والے اے

اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

ایمان والو تمہاری بعض جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے سو اُن سے بچتے رہو

وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا

اور اگر معاف کرو اور درگزرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان

أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا

تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا سو ڈرو

اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ

اللہ سے جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو

وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِنْ تُقْرِضُوا

اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے اگر قرض دو

اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾

اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کر دے تم کو اور تم کو بخشے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا

ایمان کی بحث کے ذیل میں چوتھے نمبر پر سورۃ التغابن پڑھی جاتی ہے جو عموماً دو نشستوں ہی میں پڑھی جا سکتی ہے۔ ایک میں اس کا رکوعِ اوّل اور دوسری میں رکوعِ ثانی۔ اس سورت کے مضامین کی ترتیب اس اعتبار سے بڑی عجیب ہے کہ اس کے رکوعِ اوّل میں ایمان کے تینوں اجزاء کو صرف بیان (NARRATE) کر دیا گیا ہے۔ استدلال کا پہلو یہاں بھی اگرچہ موجود ہے تاہم بہت خفی اور دوسرے رکوع میں ایمان کے بعض مضمرات اور مقدرات کو بھی کھول دیا گیا ہے اور اس کے اہم ثمرات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

چنانچہ رکوعِ اوّل میں سب سے پہلے خدا کی ہستی، اُس کی توحید اور اس کی صفاتِ کمال پر آیاتِ آفاقی کی شہادت کو اس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے، اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اور پھر اُس کے مرتبہ و مقام اور اس کی بعض صفاتِ کمال خصوصاً قدرت اور علم کا بیان ہے ——— پھر رسالت کے ذیل میں رسولوں کی تکذیب کرنے والی قوموں کے عذابِ الٰہی سے ہلاک ہونے کا بیان بھی ہے اور رسالت کے باب میں ان کی اس اصل گمراہی کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے بشریت

اور نبوت و رسالت کو ایک دوسرے کی ضد خیال کیا[1] ــــــــــــ اس کے بعد منکرین بعث بعد الموت کی شدت کے ساتھ تردید اور قیامِ قیامت اور حشر و نشر اور جزا و سزا کا بیان اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اصل ہار جیت اور کامیابی و ناکامی کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ــــــــــ اور آخر میں اللہ، رسول، کتاب اور آخرت پر ایمان کی پُرزور دعوت ہے۔

دوسرے رکوع میں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ایمان کے مضمرات اور ثمرات کا بیان ہے یعنی:

(۱) تسلیم و رضا (۲) اطاعت و انقیاد، (۳) توکل و اعتماد، (۴) علائقِ دنیوی کی فطری محبت کے پردے میں انسان کے دین و ایمان اور آخرت و عاقبت کے لیے جو بالقوۃ (POTENTIAL) خطرہ مضمر ہے اس سے متنبہ اور چوکس و چوکنا رہنا۔ البتہ یہ بھی نہ ہو کہ انسان گھر کو میدانِ جنگ ہی بنا ڈالے۔ اس کے برعکس بہتر ہے کہ عفو و درگزر کی روش اختیار کی جائے (۵) تقویٰ (۶) سمع و طاعت اور (۷) انفاق فی سبیل اللہ جس کی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔

اس طرح یہ سورت ایمان کے بیان میں نہایت جامع ہے کہ اس کے اجزائے ثلاثہ کی تفصیل بھی اس میں آگئی اور اس سے انسان کے نقطۂ نظر، طرزِ فکر اور ذہنی روش میں جو تبدیلیاں آنی چاہئیں اور اس کے طرزِ عمل اور معاملاتِ دنیوی میں اس کے عملی رویئے میں جو انقلاب برپا ہو جانا چاہیئے' اس کا بیان بھی ہو گیا۔ اس سورت کا دوسرا رکوع ایک کسوٹی ہے جس پر ہر انسان اپنے ایمان کو پرکھ کر دیکھ سکتا ہے کہ واقعتاً ایمان موجود ہے یا نہیں اور ہے تو کتنا اور کیسا؟

---

[1] اس مقام پر راقم اس حقیقت کو وضاحت سے بیان کیا کرتا ہے کہ اصل مرض ایک ہی ہے یعنی بشریت اور نبوت و رسالت کا ایک دوسرے سے استبعاد جس کا ظہور ایک شکل میں اس طرح ہوتا ہے کہ لوگ اس بنا پر رسل کی رسالت کا انکار کر دیتے ہیں کہ یہ تو بشر ہیں نبی یا رسول کیسے ہو سکتے ہیں اور دوسری طرف اسی مرض کا ظہور اس شکل میں ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت کا اقرار کر لینے والے نبی یا رسول کی بشریت کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور خود اُن کو ماوراء البشر قرار دے کر اُلوہیت کے مقام پر لا بٹھاتے ہیں۔

حصہ دوم

درس پنجم

اثباتِ آخرت کے لیے قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَیَحْسَبُ

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ۔ اور قسم کھاتا ہوں جی کی کہ جو ملامت کرے برائی پر ۔ کیا خیال رکھتا

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّیَ

آدمی کہ جمع نہ کرینگے ہم اسکی ہڈیاں ۔ کیوں نہیں ہم ٹھیک کر سکتے ہیں

بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ یَسْئَلُ اَیَّانَ

اسکی پوریاں ۔ بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ ڈھٹائی کرے اُسکے سامنے ✲ پوچھتا ہے کب ہوگا

یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ

دن قیامت کا ۔ پھر جب چندھیانے لگے آنکھ ۔ اور گہہ جائے چاند ۔ اور اکٹھے ہوں

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾

سورج اور چاند ۔ کہیگا آدمی اُس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر ✲

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ نِالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا

کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ ✲ تیرے رب تک ہے اُس دن جا ٹھہرنا ۔ جتلا دینگے

الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى

انسان کو اُس دن جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ۔ بلکہ آدمی اپنے

نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ

واسطے آپ دلیل ہے ✲ اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ۔ نہ چلا تو اسکے پڑھنے پر اپنی زبان

لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

تاکہ جلدی اُسکو سیکھ لے ☆ وہ تو ہمارا ذمہ ہے اُسکو جمع رکھنا تیری سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان کو پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

کی زبانی تو ساتھ رہ اُسکے پڑھنے کی پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اُسکو کھول کر بتلانا کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو

الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾

جو جلد (آئے) ☆ اور چھوڑتے ہو جو دیر میں آئے کتنے منہ اُس دن تازہ ہیں ☆

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ

اپنے رب کی طرف دیکھنے والے اور کتنے منہ اُس دن اُداس ہیں خیال کرتے ہیں کہ

يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾

اُن پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر ہرگز نہیں جس وقت جان پہنچے ہنسلی تک اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ

اور وہ سمجھا کہ اب آیا وقت جدائی کا اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی تیرے رب کی طرف ہے

يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ

اُس دن کھنچ کر چلا جانا پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی ☆ پھر جھٹلایا اور

تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ

منہ موڑا ☆ پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری ☆ پھر

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ

خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہیگا بے قید بھلا نہ

يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾

تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکی پھر تھا لہو جما ہوا پھر اُس نے بنایا اور ٹھیک کر اُٹھایا

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ

پھر کیا اُس میں جوڑا نر اور مادہ ☆ کیا یہ خدا

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

زندہ نہیں کر سکتا مُردوں کو

متذکرہ بالا چار مقامات کے درس سے ایمان کی بحث اگرچہ مکمل ہو جاتی ہے لیکن ایمانیات کے ذیل میں قرآن حکیم میں خاص طور پر جس قدر زور ایمان بالآخرت پر دیا گیا ہے اور خصوصاً انسان کے عمل پر جتنا اثر قیامِ قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کے یقین سے پڑتا ہے اس کے پیشِ نظر ایک مزید درس خاص اسی موضوع پر شاملِ نصاب کیا گیا ہے ——— یعنی سورۃ القیامہ مکمل جس میں قیامِ قیامت اور جزا و سزا کے لیے مثبت استدلال کو تو دو قسموں کی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے اور منفی طور پر منکرینِ قیامت کے موقف کا کامل ابطال کر دیا گیا ہے اور ان کے اعتراضات اور دلائل کی قلعی کھول دی گئی ہے ——— چنانچہ ایک طرف تو قیامت کے بارے میں اُن کے استعجاب اور استبعاد کو دُور کرنے کے لیے خدا کی اس قدرتِ کاملہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی جس کا سب سے بڑا مظہر خود انسان کی اپنی پیدائش ہے اور دوسری طرف منکرینِ قیامت کی گمراہی کا اصل سبب بھی بیان کر دیا۔ اور اُن کے مرض کی اصل تشخیص بھی کر دی گئی یعنی حبِّ عاجلہ میں گرفتار اور فسق و فجور کا عادی اور ظلم و تعدی کا خوگر ہو جانا جس کی بنا پر انسان حساب کتاب اور جزا و سزا کے تصور تک سے بھاگتا ہے اور اُس کبوتر کے مانند جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے، نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کے تصور سے اپنے موجودہ عیش کو مکدّر اور منغّص کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ زبان سے انسان چاہے جو کچھ کہے، اُس کے انکارِ قیامت کا اصل سبب وہی ہے جو سورۃ القیامہ میں "بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ" اور "كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ" کے الفاظ مبارکہ میں بیان ہوا۔

ضمنی طور پر ایک نہایت لطیف پیرائے میں یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ خود دعوتِ دین اور ابلاغ و تبلیغ حتیٰ کہ تحصیلِ علم کے معاملے میں بھی 'عجلت پسندی' سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

حصّۂ سوم

درسِ اوّل

تعمیرِ سیرت کی اساسات

سورۃ المؤمنون اور سورۃ المعارج کی روشنی میں

درسِ دوم

بندۂ مومن کی شخصیّت کے خدوخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ سوم

عائلی زندگی کے بنیادی اصُول

سورۃ التحریم کی روشنی میں

درسِ چہارم

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل کی روشنی میں

درسِ پنجم

مسلمانوں کی سیاسی و ملّی زندگی کے رہنما اصُول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

ایمان کے مباحث کے بعد 'عملِ صالح' کی تشریح پر مشتمل چھ مقامات شاملِ نصاب ہیں اور وہ گویا کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ لوازمِ نجات میں سے دوسری لازمی شرط یعنی "وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" ہی کی تفسیر مزید ہیں۔ اس لیے کہ از رُوئے قرآن انسان کی مطلوبہ سیرت و کردار کا ہیولا ڈھانچہ بغایت اختصار ان تین مقامات میں بیان ہو چکا ہے جو سورۃ العصر کے فوراً بعد 'جامع اسباق' کی حیثیت سے شاملِ نصاب ہیں۔ اور پھر اس کی کسی قدر وضاحت بھی ایمان کے مباحث میں ہو چکی ہے۔ چنانچہ آیۂ بِرّ (سورۃ البقرۃ ۱۷۷) میں ایک صحیح معنی میں 'نیک' اور 'شریف' انسان کی شخصیت کا پورا خاکہ موجود ہے۔ پھر سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں بھی ایک 'حقیقت بیں' اور 'فرض شناس' انسان کی شخصیت کا کامل ہیولیٰ موجود ہے۔ اور سورۂ حٰم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ میں بھی ایک حقیقی معنوں میں 'بندۂ رَبّ' کی پوری تصویر کشی کر دی گئی ہے ——— اور پھر ان سے بھی کہیں زیادہ وضاحت اور جامعیت کے ساتھ مباحثِ ایمان کے ذیل میں ایک 'مردِ مومن' کا پورا کردار سامنے آ چکا ہے، جس کے 'خارج' کے دو پہلو یا ظاہری تصویر کے دو رُخ سورۂ آلِ عمران کے آخری اور سورۃ النور کے پانچویں رکوع سے واضح ہو گئے (یعنی مؤخر الذکر مقام پر تعبدی پہلو جو عشق و محبت، ذوق و شوق، عبادت و ریاضت، ذکر و شغل، انابت و اخبات اور خوف و خشیت کا رنگ لیے ہوتے ہے۔ اور مقدم الذکر مقام پر مجاہدانہ پہلو جو جہاد و قتال، مصابرت و مقاومت ایذا و ابتلاء اور ہجرت و انقطاع کی شان رکھتا ہے) اور اس کی تکمیل سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع سے ہو گئی جس نے ایمان کی داخلی کیفیات اور اس کے باطنی نتائج و ثمرات (یعنی تسلیم و رضا، توکل و اعتماد، اطاعت و انقیاد وغیرہ) کو بیان کر کے گویا قرآن کے 'مردِ مومن' کی شخصیت کا 'عرضِ ثالث' (THIRD DIMENSION) بھی واضح کر دیا جس سے ایک زندہ اور جیتی جاگتی انسانی شخصیت پورے طور پر نگاہوں کے سامنے آ گئی۔ اور قرآن کے انسانِ مطلوب کا پورا ہیولیٰ واضح ہو گیا۔

اسی کی مزید وضاحت کے لیے قرآن مجید کے چھ اور مقامات کو داخلِ نصاب کیا گیا ہے جن میں سے پہلے تین مقامات زیادہ تر انسان کی نجی شخصیت اور اس کی ذاتی سیرت و کردار سے بحث کرتے ہیں اور بقیہ تین مقامات انسان کی اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ذیل میں ان کو سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے کے پہلے دو مقامات سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات (ایک تا گیارہ) اور سورۃ المعارج کی آیات ۱۹ تا ۳۵ پر مشتمل ہیں۔ اور (چونکہ ان میں حیرت انگیز مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا در اصل) یہ دونوں مل کر ایک درس بنتے ہیں اور انہیں ایک ہی نشست میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

حصّۂ سوم

درس اوّل

تعمیرِ سیرت کی اساسات

سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ

کام نکال لے گئے ایمان والے ☆ جو اپنی نماز میں

خَاشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِیْنَ

جھکنے والے ہیں اور جو نکمّی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو

ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵

زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں ☆

اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝۶

مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو اُن پر نہیں کچھ الزام ☆

فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِیْنَ

پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اور جو

ہُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ وَعَہْدِہِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ

اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں کی

یُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

خبر رکھتے ہیں وہی ہیں میراث لینے والے ☆ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱

وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الْإِنسَانَ

بیشک آدمی

خُلِقَ هَلُوعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿۲۰﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿۲۱﴾

بنا ہے جی کا کچا ☆ جب پہنچے اُس کو بُرائی تو بے صبرا ☆ اور جب پہنچے اُس کو بھلائی تو بے توفیقا

إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِينَ فِي

مگر وہ نمازی ☆ جو اپنی نماز پر قائم ہیں اور جن کے

أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ

مال میں حصہ مقرر ہے ☆ مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا اور جو یقین کرتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿۲۷﴾ إِنَّ عَذَابَ

انصاف کے دن پر اور جو لوگ کہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک اُن کے

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿۲۹﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ

رب کے عذاب کا کسی کو نڈر نہ ہونا چاہیے اور جو اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرتے ہیں ☆ مگر اپنی جوروؤں سے

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ

یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو اُن پر نہیں کچھ الاہنا ☆ پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿۳۲﴾

سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں اور جو اپنی نماز سے

يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾

خبردار ہیں وہی لوگ ہیں باغوں میں عزت سے

ان دونوں مقامات کے مطالعے سے وہ بنیادی اصول واضح ہو جاتے ہیں جن پر قرآن کے 'انسانِ مطلوب' کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت کا قصر تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ گویا کہ ان مقامات پر بیان شدہ صفات مل کر وہ بنیاد کا پتھر (ROCK FOUNDATION) مہیا کرتی ہیں جس کے بغیر اسلامی سیرت و کردار

کی تعمیر ایک خیالِ خام اور امیدِ موہوم ہے۔

ان اساسات میں اوّلین اور اہم ترین اساس نماز ہے جس کو دونوں جگہوں پر اوّلین صفت کی حیثیت سے بھی بیان کیا گیا اور آخری صفت کی حیثیت سے بھی۔ گویا کہ یہ ایک مسلمان کی زندگی کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ اور اس کی شخصیت کی عمارت کا سنگِ بنیاد بھی ہے اور اس کی بلند ترین منزل بھی، بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس کے شہرِ زندگی کی ایسی فصیل ہے جس نے پورے طور پر اس کی زندگی کا احاطہ کر لیا ہے اور اسے کاملتاً اپنے حصار میں لے لیا ہے۔ اسی حقیقت کو مزید اس طرح واضح کیا گیا کہ سورۃ المومنون میں جس جگہ "المؤمنون" کا لفظ استعمال ہوا سورۃ المعارج میں وہاں "المصلّین" کی اصطلاح رکھ دی گئی۔ گویا 'مسلمان' اور 'نمازی'، لازم و ملزوم ہیں، یا باہم دگر مترادف و ہم معنی۔ مزید یہ کہ نماز کی روح یعنی خشوع کی اہمیت تو اس طرح واضح کر دی گئی کہ سب سے پہلے ذکر اسی کا ہوا لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ اس کی اصل جان دوام و محافظت ہے۔ چنانچہ دونوں مقامات کو بیک وقت نگاہ میں رکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ خشوع کا ذکر صرف ایک بار ہوا ہے جبکہ دوام و محافظت کا تین بار۔

دوسری صفت استحضارِ آخرت ہے جس کا ذکر سورۃ المعارج میں "تصدیق یوم الدین" اور "خوفِ عذاب و عقوبت" کی صورت میں کیا گیا اور جس کا ماحصل "اعراض عن اللّغو" کے عنوان سے سورۃ المؤمنون میں بیان کر دیا گیا۔

تیسری صفت تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے حصول کے لیے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ و خیرات پر مسلسل عامل رہنا ہے جس کی طرف دونوں مقامات پر گہرے اور بلیغ اشارے کر دیئے گئے۔ چنانچہ سورۃ المومنون میں "لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ" کے الفاظ سے اس عمل کے دوام اور تسلسل کی طرف اشارہ کر دیا گیا اور سورۃ المعارج میں اسے "حق" سے تعبیر کر کے صدقہ و خیرات کی اصل روح کی طرف توجہ دلا دی گئی۔

چوتھی صفت 'ضبطِ شہوت' (SEX DISCIPLINE) ہے جس کے ذیل میں ایک طرف آزاد شہوت رانی کی افراط اور دوسری طرف راہبانہ نفس کشی کی تفریط دونوں کی نفی اور تردید کرتے ہوئے اعتدال کی راہ کو واضح کر دیا گیا۔

اس کے بعد بین الانسانی معاملات کا ذکر ہے، جہاں انسان کی سیرت و کردار کی اصل جانچ ہوتی ہے اور انسان کی اصل حقیقت کھلتی ہے کہ وہ فی الواقع کتنے پانی میں ہے۔ اس ضمن میں انسان کی پوری زندگی کے تمام 'معاملات' کی صحت اور درستی کے لیے انسانی سیرت میں تین لازمی بنیادی اوصاف کی نشاندہی کی

گئی ہے یعنی امانت، عہد اور شہادت۔ ان میں سے بھی چونکہ مزید تجزیے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل بنیادی اوصاف امانتداری اور پاسِ عہد ہی ہیں اور خود حقِ شہادت کی ادائیگی کا دار و مدار بھی اصلاً ان ہی پر ہے لہٰذا امانت اور عہد کا ذکر تو دونوں مقامات پر ہوا۔ اور شہادت کا صرف ایک پر یعنی سورۃ المعارج میں گویا کہ ان دونوں کی ایک اہم فرع کی حیثیت سے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان جتنا چاہے غور کر لے اسے اس حقیقت پر گہرا اور پختہ یقین حاصل ہوتا چلا جائے گا کہ معاملاتِ انسانی کی صحت و درستی کا پورا انحصار سیرت و کردار میں ان دو بنیادوں کے قائم اور استوار ہونے پر ہے۔ اسی آسمانی ہدایت کی بہترین تشریح حکمتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی رُو سے یہ ہے کہ "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَہْدَ لَہٗ" (جس شخص میں امانتداری موجود نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو پاسِ عہد سے تہی دست ہو اُس کا کوئی دین نہیں) او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وفداہ ابی و امی۔

اس طرح قرآن حکیم کے ان دو مقامات پر مشتمل درس میں وہ تمام لازمی و ناگزیر بنیادی اوصاف بیان ہو جاتے ہیں جن پر ایک مؤمن و مسلم کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت و کردار کی تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس امر کی وضاحت تحصیلِ حاصل ہے کہ ان میں سے ایک بنیاد بھی مفقود یا ضعیف ہو گی تو یہ تعمیر اسی نسبت و تناسب سے ناقص و کج اور کمزور و مضمحل ہو گی!

حصۂ سوم

درس دوم

بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ

بڑی برکت ہے اس کی جس نے بنائے آسمان میں

بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا ☆ اور وہی ہے جس نے بنائے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَ

رات اور دن بدلنے والے اس شخص کے واسطے کہ چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا اور

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں

الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾

ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب

كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ

چمٹنے والا ہے ☆ وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب

اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَ

خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ

وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہئے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ

دونا ہوگا اُس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہیگا اُس میں خوار ہو کر مگر جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُن کو بدل دیگا اللہ بُرائیوں کی جگہ بھلائیاں اور

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ

اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گزرتے ہیں کھیل کی

مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا

باتوں پر نکلیں اُس میں بزرگانہ اور وہ لوگ کہ جب اُنکو سمجھائیے اُن کے رب کی باتیں نہ پڑیں اُن پر

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

بہرے اندھے ہو کر اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا اُن کو

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾

بدلہ ملیگا کوٹھوں کے جھروکے اسلئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئینگے اُنکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ

سدا رہا کریں اُن میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی تو کہہ پرواہ نہیں رکھتا میرا

رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

رب تمہاری اگر تم اُس کو نہ پکارا کرو سو تم تو جھٹلا چکے اب آگے کو ہونی ہے مڈبھیڑ

'عمل صالح' کی وضاحت میں تیسرا مقام سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر مشتمل ہے، جس میں بعض دوسرے اہم اور نہایت حکیمانہ اور دین کے فلسفہ و حکمت کے اعتبار سے انتہائی بنیادی حقائق کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ایک بندۂ مومن کی پختہ اور پوری طرح تعمیر شدہ شخصیت کی جھلک "عباد الرحمٰن" کے اوصاف کی صورت میں دکھا دی گئی ہے۔ گویا کہ پچھلے درس میں جس انسانی شخصیت کی تعمیر کے ابتدائی لوازم کا ذکر تھا' اس مقام پر اس کی پوری طرح تکمیل شدہ و تیار (FINISHED) اور ہر اعتبار سے پختہ (MATURE) حالت کی کامل تصویر کشی کر دی گئی ہے۔

چنانچہ یہاں آغاز ان دو اوصاف کے بیان سے ہوا جو کسی انسان کی پختگی (MATURITY) کی سب سے نمایاں اور اہم ترین علامتیں ہیں۔ یعنی ایک عجز و انکسار اور تواضع و فروتنی (واضح رہے کہ اس صفت کا ذکر ابتدائی اسباق میں سے سبق نمبر تین میں آخری اور بلند ترین وصف کی حیثیت سے ہوا ہے) اور دوسرے گفت و شنید، بحث و تمحیص اور مناظرہ و مجادلہ میں وقار اور شائستگی اور حکمتِ دعوت و تبلیغ کو ملحوظ رکھنا۔

پھر نماز کا ذکر آیا لیکن نماز پنجگانہ اور صلوٰۃ مفروضہ کا نہیں بلکہ رات کے قیام و سجود، تسبیح و تہلیل، اور دعا و استغفار کا، جو گویا کہ 'صلوٰۃ' کا نقطۂ عروج ہے (واضح رہے کہ سورۃ النور کی طرح یہاں بھی عبادت و ریاضت کی اس بلند منزل پر ہونے کے باوجود خوفِ عذاب اور تقویٰ و خشیتِ الٰہی کا ذکر موجود ہے۔)

پھر ایک اور وصف کا ذکر ہے جو تواضع و انکسار اور شائستگی و وقار ہی کی طرح انسانی شخصیت کی پختگی (MATURITY) کی ایک اہم علامت ہے یعنی اعتدال اور میانہ روی، جس کا سب سے بڑا مظاہرہ انسان کے ذاتی خرچ اور گھریلو اخراجات کے میدان میں ہوتا ہے کہ نہ بخل سے کام لیا جائے نہ اسراف سے۔

"شہادتِ زُور" کا ذکر یہاں اس انداز سے آیا کہ یہ لوگ جھوٹ کی گواہی ہی سے مجتنب نہیں رہتے بلکہ جھوٹ پر "موجودگی" تک کو گوارا نہیں کرتے۔ اسی طرح "اعراض عن اللغو" کا ذکر اس طور سے ہوا کہ بالارادہ کسی لغو کا ارتکاب یا اس کے جانب میلان تو درکنار اگر اتفاقاً ان کا گزر 'لغو' کے پاس سے ہو جائے تو بھی متوجہ نہیں ہوتے بلکہ شریفانہ انداز سے دامن بچاتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

پھر کفار پر ایک تعریض کے اسلوب میں 'عباد الرحمٰن' کا یہ وصف بیان کر دیا گیا کہ وہ غور و فکر اور تدبر و تفکر سے کام لیتے ہیں۔ (تقابل کے لیے دیکھئے سورۃ آلِ عمران کا آخری رکوع)

پھر اُن کی اس خواہش کا ذکر ایک دعا کی شکل میں ہے کہ اسلام و ایمان، اور نیکی اور بھلائی کی جس راہ پر وہ خود گامزن ہوتے ہیں ان کے اہل و عیال اور اولاد و احفاد بھی اسی راہ پر چلیں (واضح رہے کہ سورۃ التغابن کے آخر میں عائلی زندگی میں ایک مومن کے رویے کا جو منفی رُخ پیش کیا گیا ہے یہ اسی کا مثبت پہلو ہے!)

ایک حقیقی بندۂ رحمٰن یعنی شجرِ انسانیت کے ایک پُورے پکے ہوتے (RIPE) اور ہر طرح سے تیار پھل کی انفرادی زندگی کی اس نقشہ کشی کے ساتھ ساتھ اس رکوع میں حسبِ ذیل بنیادی حقائق بھی بیان ہوتے :-

۱۔ رکوع کے آغاز میں دو الفاظ میں وہ کیفیات بیان ہوئی ہیں جو آفاق و انفس میں آیاتِ الٰہی کے مشاہدے سے ایک سلیم الفطرت اور صحیح العقل انسان میں پیدا ہونی چاہئیں یعنی تذکّر اور شکر (یہ گویا کہ خلاصہ ہے فلسفۂ قرآن اور حکمتِ قرآنی کے ان مباحث کا جو سورۂ آلِ عمران کے آخری، سورۃ النور کے پانچویں اور سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں تفصیل سے آ چکے ہیں۔)

۲۔ کبیرہ گناہوں میں سے بھی تین گناہ سب سے عظیم ہیں۔ ایک شرک اور اس کے جملہ اقسام میں سے بھی شرک فی الدُّعاء (واضح رہے کہ دعا عبادت کا اصل جوہر ہے: بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ اور اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ) یہ تو گویا کہ وہ بنیادی گمراہی ہے جو انسان کو مرتبۂ انسانیت ہی سے گرا دیتی ہے۔ دوسرے "قتل نفس بغیر الحق" جس سے انسانی تمدن کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور معاشرے کا امن اور چین رخصت ہو جاتا ہے۔ اور تیسرے زنا جس سے انسان کی سماجی زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور عائلی زندگی سے باہمی اعتماد اور مودّت و رحمت رخصت ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ازرُوئے ہدایتِ قرآنی گناہ گاروں کے لیے توبہ کا در مستقل طور پر کھلا ہوا ہے جس کے ذریعے اُن کے پاس موت کے واضح آثار کے شروع ہو جانے تک تلافیٔ مافات کا پُورا موقع موجود رہتا ہے۔ بقول سرمد ؎

بازآ، بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ   گر کافر و گبر و بُت پرستی بازآ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست   صد بار اگر توبہ شکستی، بازآ

۴۔ حقیقی توبہ انسان کے گناہ کے اثرات کو زائل ہی نہیں کرتی ان کو 'حسنات' میں بدل دیتی

ہے۔ توبہ اسلام کے بنیادی فلسفے کے نظام کی وہ شق ہے جس سے انسان میں اُمید اور رجا کی کیفیات برقرار رہتی ہیں اور اصلاح کے لیے ارادہ اور ہمّت قائم رہتے ہیں۔

۵۔ اس ضمن میں صحیح توبہ کی شرائط بھی بیان ہوگئیں یعنی تجدید ایمان اور عمل صالح۔ (اس سے اس حقیقت پر بھی روشنی پڑگئی کہ اگرچہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا تاہم واقعہ یہی ہے کہ گناہ کا صدور انسان سے حقیقی ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا، اور گناہ کے بعد توبہ حقیقی اعتبار سے تجدید ایمان ہی کی حیثیت رکھتی ہے۔ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ" نہ کوئی زانی حالت ایمان میں زنا کرتا ہے اور نہ کوئی چور حالتِ ایمان میں چوری کرتا ہے)

۶۔ آخر میں ایک تنبیہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت و تبلیغ میں حد سے بڑھے ہوتے انہماک اور لوگوں کی ہدایت کے لیے آپ کی بے قراری سے یہ نہ سمجھا جاتے کہ خدا کو لوگوں کی کوئی پرواہ ہے، یہ تو صرف اتمام حجت کے لیے ہے۔ پھر اگر کوئی اپنی شامتِ اعمال سے اعراض و تکذیب پر مصر ہی ہو جاتے تو اسے اس کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

حصۂ سوم

درس سوم

عائلی زندگی کے بنیادی اصول

سورۃ التحریم کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ

اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ

اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا

وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ

اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی

أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ

عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے

بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ

اس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے

أَنْبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ

بتلا دی یہ کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو

فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ

تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے اور اگر تم دونوں چڑھائی کرو گی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق

وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾

اور جبریل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ

اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو ابھی اُس کا رب بدلے میں دیدے اُس کو عورتیں تم سے بہتر

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ

حکم بردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنے والیاں بندگی بجالانے والیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں

اَبْكَارًا ۝۵ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا

اور کنواریاں اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے

وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

جسکی چپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر اُس پر مقرر ہیں فرشتے تندخو زبردست

لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۶ یٰۤاَیُّهَا

نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے انکو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُن کو حکم ہو اے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

منکر ہونے والو مت بہانے بتلاؤ آج کے دن وہی بدلا پاؤ گے جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۷ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ

کرتے تھے اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

اُمید ہے تمہارا رب اُتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ

نیچے بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور اُن لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اُسکے ساتھ وا [illegible]

یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ

اُنکی روشنی دوڑتی ہوگی اُنکے آگے اور اُنکے داہنے کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی اور

اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۸ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

معاف کر ہم کو بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور

الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۹ ضَرَبَ اللّٰهُ

دغابازوں سے اور سختی کر اُن پر اور اُنکا گھر دوزخ ہے اور بری جگہ جا پہنچے اللہ نے بتلائی

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ

ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دو نیک بندوں کے

مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ

ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے ان سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے ان کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور

قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ

حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ ☆ اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں

اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

کے لیے عورت فرعون کی جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱ وَمَرْيَمَ

اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے اور مریم

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ

بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی اس میں ایک اپنی طرف سے جان

صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲

اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں

عمل صالح کی تشریح مزید کے ضمن میں چوتھا مقام سورۃ التحریم کا ہے جو اصلاً انسان کی عائلی اور خاندانی زندگی میں ایک بندۂ مؤمن کے صحیح رویے کی وضاحت کرتی ہے۔

اس منتخب نصاب میں اس سے قبل دو مقامات پر ایک خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے ایک بندۂ رب کے صحیح رویے کے دو پہلوؤں کی جانب اشارہ ہو چکا ہے، یعنی ایک سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع میں، جہاں منفی اور سلبی پہلو واضح کیا گیا کہ علائقِ دنیوی کی فطری محبت کی شکل میں ایک انسان کے دین و ایمان کے لیے جو بالقوہ خطرہ (POTENTIAL DANGER) موجود ہے ایک مؤمن کو ہر دم اس سے باخبر اور چوکنا رہنا چاہیے۔ اور دوسرے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں جہاں ایجابی و مثبت طور پر واضح کیا گیا کہ ایک بندۂ رحمٰن کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اہل و عیال بھی تقویٰ اور احسان کی روش اختیار کریں تاکہ اسے ٹھنڈک حاصل ہو۔ سورۃ التحریم میں یہی دونوں پہلو مزید وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس میں اوّلاً ان مفاسد کا ذکر ہے جو ایک شوہر اور اس کی بیوی کے مابین اعتماد اور

الفت و محبت کے ایک مناسب حد سے تجاوز کر جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی شوہر کی جانب سے بیوی کی دلجوئی میں غلو (جس کی مثال اس سے دی گئی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "ابتغاء مرضات ازواج" میں ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا) اور بیویوں میں شوخی کا مناسب حد سے بڑھ جانا جس سے حدود اللہ کے ٹوٹ جانے اور گھر کا نظام درہم برہم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے (اس کی مثال میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کے بارے میں بعض ازواج مطہرات کی روش کو پیش کیا) واضح رہے کہ میاں بیوی کے مابین اعتماد اور باہمی الفت و محبت اور مودت و رحمت فی نفسہٖ تو مطلوب ہیں لیکن ایک مناسب حد کے اندر اندر، نہ کہ لا محدود! (یہ بھی واضح رہے کہ سورۃ التحریم سے متصلاً قبل سورۃ الطلاق ہے جو اس کے بالکل برعکس اس صورت سے بحث کرتی ہے جب میاں بیوی کے مابین یہ تمام چیزیں کم ہوتے ہوتے مفقود ہونے کی حد تک پہنچ جائیں اور طلاق کی نوبت آجائے!)

اس منفی پہلو کی وضاحت کے بعد مثبت طور پر واضح کیا گیا ہے کہ ایک خاندان اور کنبے کے سربراہ کی حیثیت سے مرد پر اپنے اہل و عیال کے صرف نان نفقے ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ انہیں اللہ کے عذاب اور آخرت کی سزا سے بچانے کی فکر کرے۔ چنانچہ اسے ہر دم یہ فکر دامن گیر رہنی چاہیے کہ کہیں اس کے محبوب اور لاڈلے اور چہیتے (زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ) آخرت میں جہنم کے ان فرشتوں کے حوالے نہ کر دیئے جائیں جن کے دل شفقت و رحمت اور نرمی و رقت سے بالکل خالی ہوں گے۔ اور جہاں نافرمانوں کی ساری جزع و فزع اور فریاد و واویلے کا بس ایک ہی جواب ملے گا کہ یہ سب تمہاری اپنی کمائی ہے اور اس "خود کردہ" کا اب کوئی علاج نہیں (اس مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ ذہن میں رہنا چاہیے جو آپ نے اپنے قریب ترین عزیزوں کو جمع کر کے دیا تھا کہ: "اے فاطمہ، محمدؐ کی لخت جگر! اور اے صفیہ، محمدؐ کی پھوپھی! اپنے آپ کو آگ سے نکالنے کی فکر کرو۔ اس لیے کہ خدا کے یہاں تمہارے بارے میں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا!" صلی اللہ علیہ وسلم وفداہ ابی و امی)

اس کے بعد دو باتیں ایسی ہیں جن کا بظاہر خاندانی و عائلی زندگی سے تو کوئی تعلق نہیں لیکن اس سورہ کے بنیادی مضمون اور اس کے عمومی مزاج سے گہرا ربط موجود ہے۔ یعنی ایک عام مسلمانوں کو "توبۂ نصوح" کی دعوت اور اس کے نتائج یعنی تکفیرِ سیئات اور ادخالِ جنت کے وعدوں اور آخرت کی رسوائی سے بچاؤ اور میدانِ حشر میں ایمان اور اعمال صالحہ کے نور کے ظہور کے ذکر سے اس کی جانب پر زور تشویق و ترغیب اور دوسرے کفار اور منافقین کے ساتھ پوری سختی اور درشتی کے برتاؤ کا حکم اور ان کے ساتھ مجاہدے کے معاملے میں کسی نرمی کو راہ نہ دینے کی تاکید۔ ان میں سے مؤخر الذکر کے

بارے میں تو بادنیٰ تامّل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ حکم اس سورت کے عمومی مزاج یعنی محبت و مودّت اور رحمت و رافت کے حدِّ اعتدال سے تجاوز کے خلاف تنبیہ کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہے۔ پہلا معاملہ البتہ غور طلب ہے لیکن قدرے گہرائی میں اترنے سے جلد ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ توبہ میں تاخیر اور اس کے مسلسل التواء کا اصل سبب انسان کی خود اپنے نفس پر بے جا زمی اور اس کے ساتھ حد سے زیادہ لاڈ پیار ہی ہے جس کے سبب سے انسان اس کے جا و بے جا تمام تقاضے اور مطالبے پورے کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی باگیں کھینچنے اور طنابیں کسنے کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ (سورۃ التحریم کے اس مقام کا ثنیٰ، سورۃ الحدید کے رکوع ۲ میں ہے جہاں حشر کے میدان میں نورِ ایمان و اعمال کے ظہور کا ذکر بھی ہے اور منافقین کی رسوائی کا تذکرہ بھی، اور ان کے بعد اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... الآیہ میں اسی تاخیر و التواء کی جانب اشارہ ہے)۔

آخر میں خواتین کے لیے ایک نہایت اہم ہدایت اور بنیادی رہنمائی ہے۔ اور ان کے اس عام مغالطے کا پردہ چاک کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نان نفقے کی طرح شاید دین و ایمان کے معاملے میں بھی بالکلیہ مردوں ہی کے تابع (DEPENDANT) ہیں۔ اور یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ایک کامل شخصیت (PERSONALITY) کی حامل ہے اور اسے اپنے دین و ایمان اور فلاح و نجات کی فکر خود کرنی چاہیے۔

اس ضمن میں چار خواتین کو مثال میں پیش فرمایا گیا۔ اور اس سے تین طرح کے حالات کی طرف اشارہ کر دیا جن سے ایک عورت کو امکانی طور پر سابقہ پیش آسکتا ہے یعنی ایک بہترین شوہر اور عمدہ ترین ماحول کے باوجود بدترین انجام جیسے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں۔ دوسرے بدترین شوہر اور بدترین ماحول کے علی الرغم بہترین انجام جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہؑ اور تیسرے نورٌ علی نور کے مصداق عمدہ ترین ماحول اور اس سے بہترین استفادہ جس کی مثال حضرت مریم صدیقہ ہیں۔ ان مثالوں سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ عورت لازماً اپنے شوہر اور ماحول کے تابع نہیں بلکہ اس کا معاملہ بھی لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کے قاعدہ کلّیہ کے عین مطابق ہے۔ (ان تین صورتوں کے علاوہ نظری طور پر ایک ہی صورت اور ممکن ہے اور وہ یہ کہ عورت خود بھی بدخو و بدطینت ہو اور اسے شوہر بھی ایسا ہی مل جائے گویا "ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" والی صورت بن جائے۔ اس کا ذکر اس مقام پر اس لیے نہیں کیا گیا کہ قرآن مجید کی بالکل ابتدائی زمانے کی سورتوں میں سے سورۃ اللہب میں ابولہب کی بیوی امّ جمیل کے کردار کی صورت میں اس کا ذکر موجود ہے)

حصۂ سوم

درس چہارم

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل، رکوع ۳ و ۴ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو

اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو

اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا

ایک اُن میں سے یا دونوں تو نہ کہہ اُن کو ہوں اور نہ جھڑک اُن کو اور کہہ اُن سے

قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

بات ادب کی اور جھکا دے اُنکے آگے کندھے عاجزی کر کر نیازمندی سے اور کہہ

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ

اے رب اُن پر رحم کر جیسا پالا اُنھوں نے مجھ کو چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ

اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے اور دے

ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾

قرابت والے کو اُس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اُڑا بیجا

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ

بیشک اُڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے

لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ

اپنے رب کا ناشکر اور اگر کبھی تغافل کرے تو اُنکی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے

تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

جسکی تجھ کو توقع ہے تو کہدے اُن کو بات نرمی کی اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اُس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

تیرا رب کھول دیتا ہے روزی جسکے واسطے چاہے اور تنگ بھی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو

خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ

جاننے والا دیکھنے والا اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم

نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا

روزی دیتے ہیں اُنکو اور تم کو بیشک اُن کا مارنا بڑی خطا ہے اور پاس نہ جاؤ

الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

زنا کے وہ ہے بیحیائی اور بُری راہ ہے اور نہ مارو اُس جان کو

الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا

جس کو منع کردیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے

لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا ﴿٣٣﴾

اُسکے وارث کو زور سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں اُس کو مدد ملتی ہے

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک وہ پہنچے اپنی جوانی کو

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴿٣٤﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا

اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد کی پوچھ ہوگی اور پورا بھر دو ماپ جب

كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾

ماپ کر دو اور تولو سیدھی ترازو سے یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ

اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو بیشک کان اور آنکھ اور دل ان

أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ
سب کی اُس سے پوچھ ہوگی اور مت چل زمین پر اتراتا ہوا تو

لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ
پھاڑ نہ ڈالیگا زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہوکر یہ جتنی باتیں ہیں اُن سب

سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
میں بُری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری یہ ہیں اُن باتوں میں کہ جو وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل

الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
کے کاموں سے اور مت ٹھہرا اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
دھکیلا جاکر کیا تم کو چن کر دیے تمہارے رب نے بیٹے اور اپنے لئے کرلیا فرشتوں کو

إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾
بیٹیاں تم کہتے ہو بھاری بات

"اعمالِ صالحہ" کے ذیل میں پانچواں مقام سورۃ بنی اسرائیل کے رکوع ۳ و ۴ پر مشتمل ہے، جن میں انسان کی تمدنی وسماجی اور معاشی ومعاشرتی زندگی سے متعلق بعض انتہائی بنیادی اور حد درجہ اہم احکام بیان ہوئے ہیں۔

ماہرینِ اجتماعیات نے دورِ جدید کے ہمہ گیر تصورِ ریاست کے ارتقاء کے دوران بہت سے درمیانی مراحل کا ذکر کیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان دو رکوعوں میں بیان شدہ احکام وہدایات کی صورت میں ایک ایسی سوسائٹی کے لیے کامل لائحہ عمل اور دستورِ حیات موجود ہے جو تمدن کے ابتدائی مراحل میں ہو اور جس میں ایک مختصر سا مجموعہ ہدایات سوسائٹی کے جملہ تہذیبی وسماجی، معاشی ومعاشرتی اور اخلاقی و قانونی گوشوں میں رہنمائی کے لیے کافی ہو جائے۔ واضح رہے کہ اس حقیقت کی جانب حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول بھی رہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں توراۃ کی پوری تعلیم درج فرمادی ہے، گویا کہ یہ آیات توراۃ کے احکامِ عشرۃ (TEN COMMANDMENTS) کی قرآنی تعبیر (VERSION) ہیں۔

سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج کی طرح ان احکام کا اوّل وآخر بھی ایک ہی ہے، یعنی اجتناب عن الشرک اور التزامِ توحید فی العبادۃ والالوہیۃ۔ گویا کہ جیسے ایک فردِ نوعِ بشر کی سعادت عقیدۂ توحید

پر منحصر ہے، اسی طرح انسانی اجتماعیت کی فلاح کا دار و مدار بھی توحید ہی پر ہے اس لیے کہ توحید محض ایک عقیدہ (DOGMA) نہیں ہے بلکہ ایک پورے نظامِ فکر کی اساس ہے جس سے ایک صالح تمدن وجود میں آتا ہے اور ایک صحت مند معاشرت، منصفانہ معیشت اور عادلانہ حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے۔

دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور خصوصاً ان کی ضعیفی میں ان پر رحمت و شفقت اور اُن کے سامنے دبنے اور جھکے رہنے کا حکم ہے۔ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی طرح اس مقام پر بھی واضح کر دیا گیا کہ انسان پر خدا کے بعد سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ مقدم حقوق والدین ہی کے ہیں حتیٰ کہ کسی انسان کے لیے ان کے حقوق کی ادائیگی فی الحقیقت ممکن ہی نہیں، اور وہ مجبور ہے کہ خدا ہی سے اُن پر رحم کی دعائیں کر کے اُن کا بدلہ کسی قدر چکانے کی کوشش کرے۔ یہ بھی واضح رہے کہ انسانی تمدن کی صحت اور درستی کے لیے والدین اور اولاد کے تعلق کا صحیح بنیادوں پر قائم ہونا ناگزیر ہے۔

والدین کے بعد اعزہ و اقارب کے وسیع تر حلقے کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہے جن کے ساتھ پوری سوسائٹی کے مساکین و غرباء کو بھی ملحق کر دیا گیا ہے اور اس ذیل میں تبذیر کی ممانعت اور اس کی شدید مذمت بھی کر دی گئی ہے۔ اس لیے کہ جب انسان محض نمائش اور نرے نام و نمود پر پیسہ اڑانے لگتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ادائے حقوقِ اقارب و مساکین کے لیے اس کے پاس پیسہ ہی باقی نہیں رہتا۔ واضح رہے کہ سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں چونکہ زیادہ تر انسان کا ذاتی کردار زیرِ بحث ہے لہٰذا بخل اور اسراف کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لایا گیا جو اصلاً انسان کے ذاتی اخراجات کی دو انتہائیں ہیں، اور یہاں چونکہ معاشرتی و سماجی مسائل زیرِ بحث ہیں لہٰذا تبذیر کا ذکر کیا گیا جو ادائے حقوق کی ضد ہے۔ گویا ایک ہی آیت میں ان دونوں کا ذکر کر کے یہ رہنمائی دے دی گئی کہ انسان کو چاہیے کہ اپنی دولت کو ابنائے نوع پر رُعب گانٹھنے کی بجائے ان کی احتیاجات کو رفع کرنے کا ذریعہ بنائے۔

پھر حکم دیا گیا کہ نہ مٹھی بالکل بند کر لو اور نہ ہاتھ پورے کا پورا کھول دو، بلکہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔ اور اس میں اگرچہ تبعاً ذاتی اخراجات کا معاملہ بھی شامل ہے تاہم اس مقام پر اصلاً ہدایت صدقات و خیرات میں اعتدال کی ہے۔ چنانچہ واضح کر دیا گیا کہ کسی کی کشادگی و تونگری کے نہ تو تم ذمہ دار ہو اور نہ یہ فی الواقع تمہارے بس ہی میں ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ تعالےٰ ہی اپنے علمِ کامل اور اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت کرتا ہے۔ تمہارا کام صرف اپنا فرض ادا کرنا ہے اسے اعتدال کے ساتھ ادا کرتے ہو۔

ان معاشی ہدایات کے ذیل میں بھوک اور افلاس کے خوف سے قتلِ اولاد (جس میں اصلاً تو نہیں

البتہ تبعاً معاشی محرکات کے تحت منع حمل بھی شامل ہے) سے روکا گیا اور واضح کیا گیا کہ رزق کے ٹھیکیدار تم نہیں ہو بلکہ اس کی پوری ذمہ داری خدا پر ہے۔ وہی تمہیں بھی کھلاتا ہے اور تمہاری آئندہ نسل کو بھی کھلائے گا!

اس کے بعد زنا اور قتلِ نفس بغیر حق سے روکا گیا۔ (تقابل کے لیے دیکھئے سورۃ الفرقان کا آخری رکوع) اور آخر میں چند انتہائی اہم اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں جو صالح معاشرت کی ضامن ہیں۔ یعنی

(۱) یتیم کے مال کی حفاظت (۲) عہد اور قول و قرار کی پابندی (۳) ناپ تول میں کمی بیشی سے اجتناب (۴) صحیح علم کی پیروی کرنا اور اوہام وظنون سے بچنا) اور (۵) تکبر و غرور سے بچے رہنا (تقابل کے لیے دیکھئے سورۃ لقمان رکوع ۲۔ دونوں مقامات پر سب سے آخری حکم غرور و تمکنت سے اجتناب ہی کا ہے اور دونوں جگہوں پر اسی کو 'حکمت' کا آخری ثمرہ قرار دیا گیا ہے)

اس سلسلۂ ہدایات کے اختتام پر توحید میں سے خصوصاً وحدتِ الٰہ اور توحید فی الالوھیۃ کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا گیا کہ اجتماعیاتِ انسانی کے مزید ارتقاء سے جب 'ریاست' (STATE) وجود میں آئے تو اس کی اساس حاکمیتِ خداوندی (DIVINE SOVEREIGNTY) پر قائم ہوگی اور اس کی صحت و درستی کا تمام تر دار و مدار حاکمیتِ غیر کی کامل نفی ہی پر ہوگا۔ (گویا کہ خالص انفرادیت سے اجتماعیت کی بلند ترین منزل تک انسان کے پورے سفر کے دوران اس کا ہادی اور رہنما عقیدۂ توحید ہی ہے جس کے مختلف پہلو جیسے توحید فی العبادۃ اور توحید فی الالوھیۃ اس کی زندگی کے مختلف گوشوں کی صحت اور درستی کے ضامن بنتے ہیں)

حصہ سوم

درس پنجم

مسلمانوں کی سیاسی وملّی زندگی کے رہنما اصُول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے اے ایمان والو بلند کرو

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ

ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو

الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ

دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے اُنکے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا

الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَ

جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے ☆ اور

لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا اُنکی طرف تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا

مہربان ہے اے ایمان والو اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو

أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝٦ وَ

کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کیے پر لگو پچھتانے اور

اعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ

جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں

لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَ

تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اس کو تمہارے دلوں میں اور

كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝٧

نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر ☆

فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٨ وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ کے فضل سے اور احسان سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا اور اگر دو فریق مسلمانوں کے

اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا

آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں کا دوسرے پر تو تم سب لڑو

الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

اس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو ان میں

بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝٩ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

برابر اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں

فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝١٠ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو اے

آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ

ایمان والو ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں کے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں

مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَ

دوسری عورتوں کا شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور

لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَ

نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے اور

مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا

جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف اے ایمان والو بچتے رہو

كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَ

بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور

لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو

فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا

سو گھن آتی ہے تم کو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان اے آدمیو! ہم نے

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ

تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو

اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑬ قَالَتِ

تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار کہتے ہیں

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ

گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھسا

الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر تم حکم پر چلو گے اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لے گا تمہارے کاموں میں

شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ہے ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان

اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑮ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ

سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑯ يَمُنُّوْنَ

تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے تجھ پر احسان

عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان

عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰىكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللّٰهَ
رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو اللہ
يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾
جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو

انسان کی عملی زندگی کے ذیل میں اس منتخب نصاب میں چھٹا اور آخری مقام سورۃ الحجرات مکمل ہے۔ یہ عظیم سورت اجتماعیاتِ انسانی کے ذیل میں عام سماجی و معاشرتی معاملات سے بلند تر سطح پر نہ صرف قومی و ملی امور سے بحث کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی تاسیس اور تشکیل کن بنیادوں پر ہوتی ہے اور اس میں اتحاد و اتفاق اور یک جہتی و ہم رنگی کیسے برقرار رکھی جا سکتی ہے بلکہ سیاست و ریاست کے متعلق امور سے بھی بحث کرتی ہے کہ اسلامی ریاست کس بنیاد پر قائم ہوتی ہے، اس کا دستورِ اساسی کیا ہے، اس کی شہریت کیسے حاصل ہوتی ہے اور اس کا دنیا کے دوسرے معاشروں یا اس کی دوسری ریاستوں سے تعلق کن بنیادوں پر استوار ہوگا۔

اس سورت کو بغرضِ تفہیم تین حصوں میں منقسم سمجھنا چاہیے۔

پہلا حصہ مسلمانوں کی حیاتِ اجتماعی کے 'اصل الاصول' یعنی اسلامی ریاست کے دستورِ اساسی اور ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی[1] کے اصل قوام یعنی 'مرکزِ ملت' سے بحث کرتا ہے۔

چنانچہ پہلی ہی آیت نے غیر مبہم طور پر واضح کر دیا کہ مسلمان معاشرہ اور اسلامی ریاست 'مادر پدر آزاد' نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے 'پابند' ہیں، اور مسلمانوں کی آزادی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا اور رسول کی اطاعت کے لیے دوسری ہر طرح کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ گویا کہ ایک فرد کی طرح اجتماعیت بھی صرف وہی 'مسلمان' قرار دی جا سکتی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تشبیہ کے مطابق اسی طرح اللہ اور اس کے رسول صلعم کے احکام کے ساتھ بندھی ہوئی ہو جیسے ایک گھوڑا اپنے کھونٹے سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ آیت مسلمانوں کی حیثیت اجتماعی کے اصل الاصول یعنی ایک اسلامی ریاست کے دستورِ اساسی میں حاکمیت سے متعلق اولین دفعہ کو متعین کر دیتی ہے کہ یہاں حاکمیت نہ کسی فرد کی ہے نہ طبقے کی، نہ قوم کی ہے نہ جمہور کی بلکہ صرف خدا کی ہے (إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ)

---

[1] کہ تا بملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے   یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

اور اسلامی ریاست کا کام (FUNCTION) صرف یہ ہے کہ رسولؐ کی تشریح و توضیح کے مطابق خدا کی مرضی و منشا کو پورا کرے۔

آیت کے آخیر میں اس اطاعت کی اصل روح کی جانب بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ یعنی تقوی اللہ۔ اس کے بعد مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعی کی 'اصلِ ثانی' کو واضح کیا گیا جس کے گرد مسلمانوں کی حیاتِ ملی کی اصل شیرازہ بندی ہوتی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب' آپ کی تعظیم و توقیر' آپ سے محبت اور عشق اور آپ کے مقام و مرتبہ سے آگاہی (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ) اور پھر اس قول و فعل یا رویے اور برتاؤ سے کامل اجتناب جس سے ادنیٰ ترین درجے میں بھی گستاخی یا تحقیر و توہین کا پہلو نکلتا ہو (ع 'ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر!)

مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعی کی ان دو بنیادوں میں سے پہلی چونکہ عقیدۂ توحید فی الالوہیۃ کا لازمی نتیجہ ہے اور اس اعتبار سے گویا قرآن حکیم کے ہر صفحے پر بطرزِ جلی اس کا ذکر موجود ہے لہٰذا اس مقام پر اس کا ذکر صرف ایک آیت میں کر دیا گیا ـــــ اس کے بالمقابل اصلِ ثانی پر انتہائی زور دیا گیا۔ اور بعض متعین واقعات پر گرفت اور سرزنش کے ضمن میں واضح کر دیا گیا کہ ؎

مصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست!
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است!!

اس لیے کہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں ملتِ اسلامیہ کے پاس وہ 'مرکزی شخصیت' موجود ہے جس سے تمدنِ انسانی کی وہ فطری ضرورت بہ تمام و کمال اور بغیر تصنع و تکلف پوری ہو جاتی ہے جس کے لیے دوسری قوموں کو باقاعدہ تکلف و اہتمام کے ساتھ شخصیتوں کے بُت تراشنے اور ہیرو (HEROES) گھڑنے کا کھکیڑ مول لینا پڑتا ہے۔ مزید برآں دنیا کی دوسری اقوام تو ع 'می تراشد فکرِ ما ہر دم خداوندے دگر' کے مصداق مجبور ہیں کہ ہر دور میں ایک نئی شخصیت کا بُت تراشیں، لیکن ملتِ اسلامیہ کے پاس ایک دائم و قائم مرکز، موجود ہے جو اس کے ثقافتی تسلسل (CULTURAL CONTINUITY) کا ضامن ہے (اس اعتبار سے دیکھا جائے تو "اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ" میں خطاب صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی سے نہیں بلکہ تا قیامِ قیامت پوری اُمتِ مسلمہ سے ہے) اس دوام اور تسلسل کے ساتھ ساتھ، اُمتِ مسلمہ کی وسعت اور پھیلاؤ پر بھی نگاہ رہے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 'مرکزیت' ہی کا ثمرہ ہے کہ مشرقِ اقصٰی سے لے کر مغربِ بعید تک پھیلی ہوئی قوم میں نسل و لسان کے شدید اختلاف اور تاریخی و جغرافیائی حوال کے انتہائی بُعد کے

علی الرغم ایک گہری ثقافتی یک رنگی (CULTURAL HOMOGENEITY) موجود ہے۔ اور اسی کی فرع کے طور پر اس حقیقت پر بھی ہمیشہ متنبہ رہنا چاہیے کہ مختلف مسلمان ممالک میں علیٰحدہ علیٰحدہ قیادتوں اور علاقائی شخصیتوں کو بس ایک حد تک ہی اُبھارنا چاہیے۔ اس سے تجاوز کی صورت میں اس سے 'وحدتِ ملت' کی جڑیں کمزور ہونے کا اندیشہ ہے۔ گویا بقول علامہ اقبال ؎

یہ نائرین حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

روئے زمین کی تمام مسلمان اقوام کو معیارِ قیادت ایک ہی رکھنا چاہیے اور وہ ہے ذاتِ محمدؐ فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی متذکرہ بالا دو بنیادوں میں سے ایک زیادہ تر عقلی و منطقی ہے اور دوسری نسبتاً جذباتی۔ پہلی پر دستور و قانون کا دار و مدار ہے اور دوسری پر تہذیب و ثقافت کی تعمیر ہوتی ہے اور ان دونوں کا باہمی رشتہ ایک دائرے اور اس کے مرکز کا ہے۔ مسلمان اجتماعیت کے اس دائرے میں 'محور' ہے جو خدا اور اس کے رسول کے احکام نے کھینچ دیا ہے اور اس کے مرکز کی حیثیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلآویز اور دلنواز شخصیت کو حاصل ہے جن کے اتباع کے جذبے سے اس ہیئت اجتماعی کو ثقافتی یک رنگی نصیب ہوتی ہے اور جن کی محبت کے رشتے سے اس کے افراد ایک مرکز سے بھی وابستہ رہتے ہیں اور باہم دگر بھی جڑے رہتے ہیں۔

(اب اس معذرت کے ساتھ آگے چلتا ہوں کہ 'مقام رسالت' کے ذکر میں طولِ کلام فی الواقع ع " لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم" کے مصداق ہے)

دوسرا حصہ ان احکامات پر مشتمل ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے ملتِ اسلامیہ کے افراد اور گروہوں اور جماعتوں کے مابین رشتۂ محبت و الفت کے کمزور ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں اور اختلاف و انتشار اور فتنہ و فساد کو بڑھنے سے روکا جا سکتا ہے۔ ان احکامات کو بھی مزید دو عنوانات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ اہم تر احکام جو وسیع پیمانے پر گروہوں کے مابین تصادم سے بحث کرتے ہیں اور دوسرے وہ بظاہر چھوٹے لیکن حقیقتہً نہایت بنیادی احکام جو خالص انفرادی سطح پر نفرت اور عداوت کا سدباب کرتے ہیں۔

مقدم الذکر احکام دو ہیں: ۱۔ افواہوں کی روک تھام اور کسی حتمی فیصلے اور عملی اقدام سے قبل

اچھی طرح تحقیق و تفتیش اور چھان بین کا اہتمام[1] اور ۲۔ نزاع کے واقع ہوجانے کی صورت میں صحیح طرزِ عمل یعنی (ا) یہ کہ فریقین کے مابین صلح کرانے کو اجتماعی ذمہ داری اور معاشرتی فرض سمجھا جائے۔ گویا کہ لاتعلقی (INDIFFERENCE) کی روش کسی طور صحیح نہیں، ب: اس کے بعد بھی اگر ایک فریق زیادتی ہی پر مُصر رہے تو اب اس کا مقابلہ صرف فریقِ ثانی ہی کو نہیں پوری ہیئتِ اجتماعیہ کو کرنا چاہیے اور ج: جب وہ گردن جھکا دے تو ازسرِ نو عدل و قسط پر مبنی صلح کرادی جائے۔ (اس مقام پر عدل اور قسط کا مکرر موکد ذکر خاص طور پر اس لیے ہے کہ جب پوری ہیئتِ اجتماعیہ اس فریق سے ٹکرائے گی تو فطری طور پر اس کا امکان موجود ہے کہ دوبارہ صلح میں اس فریق پر غصے اور جھنجھلاہٹ کی بنا پر زیادتی ہو جائے!)

موخر الذکر احکام چھ نواہی پر مشتمل ہیں یعنی ان میں اُن چھ معاشرتی برائیوں سے منع فرمایا گیا ہے جن کے باعث بالعموم دو افراد یا گروہوں کے مابین رشتۂ محبت و الفت کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کی جگہ نفرت و عداوت کے بیج بوئے جاتے ہیں اور ایسی کدورت پیدا ہو جاتی ہے جو پھر کسی طرح نہیں نکلتی۔ اس لیے کہ عام ضرب المثل کے مطابق تلواروں کے گھاؤ بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم کبھی مندمل نہیں ہوتے! وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ ۱۔ تمسخر (اس کے سدباب کے لیے اس نہایت گہری حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے صرف ظاہر کو دیکھتا ہے اور اسی کی وجہ سے تمسخر کا مرتکب ہو بیٹھتا ہے حالانکہ اصل چیز انسان کا باطن ہے اور خدا کی نگاہ میں انسانوں کی قدر و قیمت اُن کے باطن کی بنیاد پر ہے) ۲۔ عیب جوئی اور تہمت (اس کے ذیل میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کسی دوسرے مسلمان کو عیب لگانا گویا خود اپنے آپ کو عیب لگانا ہے) ۳۔ تنابز بالالقاب یعنی لوگوں یا گروہوں کے توہین آمیز نام رکھ لینا (اس کے ضمن میں اشارہ فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد بُرائی کا نام بھی نہایت بُرا ہے) ۴۔ سوءِ ظن (اس لیے کہ بہت سے ظن گناہ کے درجے میں ہیں) ۵۔ تجسس اور ۶۔ آخری اور اہم ترین، غیبت جس کی شناعت کے اظہار کے لیے حد درجہ بلیغ تشبیہ اختیار کی یعنی یہ کہ کسی مسلمان کی غیبت ایسی ہے جیسے کسی مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ (اس لیے کہ جس طرح ایک مردہ اپنے جسم کا دفاع نہیں کر سکتا اسی طرح ایک غیر موجود شخص بھی اپنی عزت کے تحفظ پر قادر نہیں ہوتا)

---

[1] اس سلسلے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظِ مبارک مستحضر رہنے چاہییں کہ "کَفیٰ بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ" ایک شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات بالکل کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے آگے بیان کر دے (یعنی آگے بیان کرنے سے قبل اس کی صحت کی تحقیق و تصدیق نہ کرے)

الغرض ان آٹھ اوامر و نواہی سے مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ کا استحکام مطلوب ہے۔ اس لیے کہ جس طرح بڑی سے بڑی فصیل بھی بہر حال اینٹوں ہی سے بنی ہوتی ہے اور اس کے استحکام کا دار و مدار جہاں اینٹوں کی پختگی اور مضبوطی پر ہوتا ہے وہاں اینٹوں کو جوڑنے والے گارے یا چونے یا کسی دیگر مسالے (CEMENT SUBSTANCE) کی پائیداری پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ملتِ اسلامیہ کے استحکام کیلئے بھی جس قدر مسلمانوں میں سے ہر ہر فرد کا سیرت و کردار کے اعتبار سے پختہ ہونا ضروری ہے' اسی قدر ان کے مابین رشتۂ محبت و اُلفت کی استواری بھی لازمی ہے۔ یہ البتہ واضح رہے کہ ملتِ اسلامیہ کا استحکام عام قومی تصورات کے تحت دنیوی غلبہ و اقتدار کے لیے نہیں بلکہ اس لیے مطلوب ہے کہ وہ ع "ہم توحید کے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے" کے مصداق خدا کی زمین پر خدا کی مرضی پوری کرنے کا ذریعہ اور آلہ (INSTRUMENT) ہے!

تیسرا حصہ دو انتہائی اہم مباحث پر مشتمل ہے!

ا۔ پہلی بحث انسان کی عزت و شرف کے معیار سے متعلق ہے جس کے ذیل میں واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کی عزت و ذلت یا شرافت و رذالت کا معیار نہ کنبہ ہے نہ قبیلہ، نہ خاندان ہے نہ قوم، نہ رنگ ہے نہ نسل، نہ ملک ہے نہ وطن، نہ دولت ہے نہ ثروت، نہ شکل ہے نہ صورت، نہ حیثیت ہے نہ وجاہت، نہ پیشہ ہے نہ حرفہ اور نہ مقام ہے نہ مرتبہ بلکہ صرف 'تقویٰ' ہے' اس لیے کہ پوری نوعِ انسانی ایک ہی خدا کی مخلوق بھی ہے اور ایک ہی انسانی جوڑے (آدم و حوا) کی اولاد بھی۔

یہ بحث فی نفسہٖ بھی نہایت اہم ہے اس لیے کہ واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں بدامنی اور انتشار اور انسانوں کے مابین تصادم اور ٹکراؤ کا بہت بڑا سبب نسل اور نسب کا غرور ہی ہے اور یہ قومی گروہی مفاخرت ہی ہے جو مابین الانسانی منافرت کا اصل سبب بنتی ہے (اس سلسلے میں یہ حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن[1] بھی معترف ہیں کہ آپ نے واقعۃً انسانی عزت و شرف کی متذکرہ بالا تمام غلط بنیادوں کو منہدم کر دیا اور انسانی مساوات اور اخوت کی بنیادوں پر ایک معاشرہ عملاً قائم فرما دیا!) لیکن خاص طور پر اس مقام پر اس بحث کے دو رُخ لائق توجہ ہیں۔ ایک:

---

[1] چنانچہ اینچ جی ویلز (H. G. WELLS) نے اپنی "مختصر تاریخ عالم" میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ حجۃ الوداع کے ذیل میں واضح طور پر اقرار کیا ہے کہ انسانی مساوات اور اخوت کے نہایت اونچے وعظ تو اگرچہ مسیح ناصری (علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے یہاں بھی موجود ہیں لیکن ان بنیادوں پر تاریخ میں پہلی بار ایک معاشرے کا واقعی قیام صرف محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی) کا کارنامہ ہے۔

یہ کہ اُوپر جن سماجی برائیوں سے منع فرمایا گیا تھا مثلاً تمسخر و استہزاء اور عیب جوئی و بدگوئی اُن کی جڑ میں جو گمراہی کار فرما ہے وہ اصل میں یہی نسل و نسب کی بنیاد پر تفاخر و تباہی کا جذبہ ہے اور دُوسرے یہ کہ اسلام ان میں سے کسی چیز کی بنیاد پر انسانوں کے مابین تفریق و تقسیم کا قائل نہیں بلکہ وہ ایک خالص نظریاتی معاشرہ اور ریاست قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے یہاں انسانوں کے مابین صرف ایک تقسیم معتبر ہے اور وہ ہے ایمان کی تقسیم اور اہلِ ایمان کے حلقے میں بھی اس کے نزدیک صرف ایک معیار عزت و شرف معتبر ہے اور وہ ہے تقویٰ کا معیار!

اس سلسلے میں ضمنی طور پر ایک دوسری نہایت اہم حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہو گیا یعنی یہ کہ اسلامی معاشرہ اور ریاست کا باقی انسانی معاشروں اور ریاستوں سے ربط و تعلق ان دو بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے جو پوری نوعِ انسانی کے مابین مشترک ہیں یعنی ۱۔ وحدتِ الٰہ اور ۲۔ وحدتِ آدم۔ اسی اہم حقیقت کو اُجاگر کرنے کے لیے اس مقام پر تخاطب اس سورت کے عام اسلوب سے ہٹ کر بجائے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ" سے ہوا۔ واضح رہے کہ قرآن حکیم میں سورۃ الحجرات کی اس آیت مبارکہ کا مثنیٰ سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے جس میں یہ تمام حقائق ایک عکسی ترتیب سے بیان ہوتے ہیں)

۲۔ دوسری اہم بحث اسلام اور ایمان کے مابین فرق و تمیز کی وضاحت سے متعلق ہے!

واضح رہے کہ قرآن حکیم میں ایمان و اسلام اور مومن و مسلم کی اصطلاحات اکثر و بیشتر ہم معنی اور مترادف الفاظ کی حیثیت سے استعمال ہوئی ہیں۔ اس لیے کہ واقعہ یہی ہے کہ ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ اور ایمان انسان کی جس داخلی کیفیت کا نام ہے اسلام اُس کا خارجی ظہور ہے، لہٰذا جو انسان قلب میں ایمان و یقین کی دولت رکھتا ہو اور عمل میں اسلام اور اطاعت کی روش اختیار کر لے اسے "اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى" ایک انگریزی مقولے[1] کے مصداق چاہے مومن کہہ لیا جائے چاہے مسلم بات ایک ہی ہے، بخلاف اس مقام کے کہ یہاں ایمان و اسلام کو ایک دوسرے کے مقابل لایا گیا ہے اور ایمان کی نفیِ کامل کے علی الرغم اسلام کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس مقام پر اس بحث کے لانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ یہ اہم اور بنیادی حقیقت واضح ہو جائے کہ اسلامی معاشرے میں شمولیت اور اسلامی ریاست کی شہریت کی بنیاد ایمان پر نہیں ہے بلکہ اسلام پر ہے اس لیے کہ ایمان ایک باطنی حقیقت ہے جو کسی قانونی بحث و تفتیش اور ناپ تول کا موضوع نہیں بن سکتی۔

---

[1] (CALL THE ROSE BY ANY NAME IT WILL SMELL AS SWEET)

لہٰذا مجبوری سے یہ کر دیا ہے کہ دنیا میں بین الانسانی معاملات کو صرف خارجی رویّے کی بنیاد پر استوار کیا جائے جس میں ایمان کا زیادہ سے زیادہ صرف "اِقْرَارٌ بِاللِّسَان" والا پہلو شامل ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس بحث سے دو مزید عظیم حقائق کی جانب رہنمائی ہو گئی ہے۔

ایک[1] یہ کہ انسان کی ایک ایسی حالت بھی ممکن ہے کہ اس کے دل میں نہ تو مثبت و ایجابی طور پر ایمان ہی متحقق ہو نہ منفی و سلبی طور پر نفاق، بلکہ ایک خلا کی سی کیفیت ہو لیکن اس کے عمل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت موجود ہو۔ اس حال میں اگرچہ اس قاعدہ کلیہ کی رُو سے کہ بغیر ایمان انسان کا کوئی عمل بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں ہو سکتا، یہ چیز بھی مبنی بر عدل ہی ہوتی کہ ایسی اطاعت قبول نہ کی جاتی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے (جس کی جانب اشارہ دو اسمائے حسنیٰ غفورٌ اور رحیمٌ سے کر دیا گیا) کہ اس اطاعت کو بھی سندِ قبول عطا فرما دی گئی۔ (واضح رہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری دَور میں جب "وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا" کی صورت ہوئی تو اس وقت بھی بہت سے لوگوں کے ایمان و اسلام کی نوعیت یہی تھی اور بعد میں تو ہر دَور میں امتِ مسلمہ کے سوادِ اعظم کا حال یہ رہا ہی ہے!)

دوسرے[1] یہ کہ حقیقی ایمان کی بھی ایک جامع و مانع تعریف بیان ہو گئی، اور واضح کر دیا گیا کہ فی الحقیقت ایمان نام ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم[1] پر ایسے پختہ یقین کا جس میں شکوک و شبہات کے کانٹے پیچھے نہ رہ گئے ہوں اور جس کا اوّلین اور نمایاں ترین عملی مظہر جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی یہ کہ انسان ہدایتِ آسمانی کی نشر و اشاعت اور حق کی شہادت، اور اللہ کے دین کی تبلیغ و تعلیم اور اس کے غلبہ و اظہار کے لیے جان و مال سے کوشش کرے اور اس جدّ و جہد میں تن من دھن سب قربان کر دے۔ آیت کے آخر میں مزید کھول دیا گیا کہ صرف ایسے ہی لوگ اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہیں۔

سورۃ الحجرات کی اس آیۂ کریمہ (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ) پر گویا کہ ہمارے منتخب نصاب کا جزو ثانی ختم اور جزو ثالث شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ چار لوازمِ نجات کو اس آیت میں دو اصطلاحات میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ایک ایمانِ حقیقی جو جامع ہے ایمان قولی اور عملِ صالح دونوں کا، اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع ہے تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا۔ چنانچہ یہیں سے تواصی بالحق کی تفصیلی بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

---

[1] واضح رہے کہ دوسرے ایمانیات ان کے ذیل میں آپ سے آپ مندرج ہو گئے۔

حصّہ چہارم

تواصی بالحق کا ذروۂ سنام

جہاد و قتال فی سبیل اللہ

درسِ اوّل

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ

شہادت علی النّاس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ دوم

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیّت

سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں

درسِ سوم

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ قصوٰی اور منتہائے مقصود

اظہارِ دینِ الحق علی الدّین کلّہ

سورۃ الصّف کی روشنی میں

درسِ چہارم

انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

درسِ پنجم

اعراض عن الجہاد کی پاداش : نفاق

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سورۃ العصر میں بیان شدہ شرائطِ نجات یا لوازمِ فوز و فلاح میں سے تیسری شرطِ لازم کو 'تواصی بالحق' کے حد درجہ جامع عنوان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس اصطلاح میں 'تواصی' کے اصل مصدر یعنی وصیت میں بھی اصلاً تاکید و اہتمام کا مفہوم موجود ہے، مزید برآں جب یہ بابِ تفاعل میں آیا تو اس میں مزید مبالغہ کا مفہوم بھی پیدا ہو گیا اور یہ بھی کہ یہ ایک صالح اجتماعیت کے لازمی مقتضیات میں سے ہے کہ اس کے شرکا باہم ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہنے کو اپنا فرضِ عین سمجھیں۔ دوسری طرف 'حق' کا لفظ بھی بے حد جامع ہے جس میں چھوٹے سے چھوٹے حقوق سے لے کر اس سلسلۂ کون و مکاں کی عظیم ترین حقیقت یعنی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" تک سب کچھ شامل ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد جامع اسباق میں سے تیسرے سبق میں 'امر بالمعروف و نہی عن المنکر' کی اصطلاح آ چکی ہے جس نے اسی 'تواصی بالحق' کی وسعت اور ہمہ گیری کو اجاگر کر دیا یعنی ہر خیر، ہر نیکی، ہر بھلائی، ہر حقیقت اور ہر صداقت کی تبلیغ و تلقین، دعوت و نصیحت، تشہیر و اشاعت، اعلان و اعتراف، حتیٰ کہ ترویج و تنفیذ اور بدی اور برائی کی ہر صورت پر ردّ و قدح، تنقید و احتساب، انکار و ملامت، حتیٰ کہ انسداد و استیصال کی ہر ممکن سعی و کوشش۔ اور پھر چوتھے جامع سبق میں وارد شدہ اصطلاح 'دعوت الی اللہ' نے اسی 'تواصی بالحق' کی بلند ترین منزل کی نشاندہی کر دی اس لیے کہ بفحوائے الفاظِ قرآنی "ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ" (سورۃ الحج آیت نمبر ۶) مجسّم اور کامل 'حق' تو صرف ذاتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہی ہے اور وہی ذاتِ واحد عبادت کے لائق، زبان اور دل کی شہادت کے لائق! کے مطابق اسی کی اطاعت و عبادت کا التزام اور اسی کی شہادت علیٰ رؤوس الاشہاد اور اسی کی اساس پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو استوار کرنے کی سعی و جہد 'تواصی بالحق' کا ذروۂ سنام یا نقطۂ عروج ہے اور اسی کا جامع عنوان قرآن و حدیث کی رو سے 'جہاد فی سبیل اللہ' ہے جس کی آخری چوٹی 'قتال فی سبیل اللہ' ہے۔ چنانچہ اس منتخب نصاب کا حصہ چہارم کُل کا کُل جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کے چند جامع مقامات پر مشتمل ہے جس کے آخر میں نفاق بھی زیر بحث آیا ہے اس لیے کہ نفاق کا اصل سبب اکثر و بیشتر حالات میں جہاد و قتالِ فی سبیل اللہ سے اعراض و انکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا!

حصۂ چہارم

درس اوّل

طالب و مطلوب کی نسبت کے حوالے سے

فلسفۂ دین کی ایک اہم بحث

☆

مطالبات دین کے بیان کے ضمن میں

قرآنِ حکیم کا ایک اور جامع مقام

اور

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ

شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَآاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا

اے لوگو ایک مثل کہی ہے سو اُس پر کان

لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا

رکھو جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی

وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ

اُس سے بودا ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدر نہیں سمجھے

حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ

جیسی اُس کی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست اللہ چھانٹ لیتا ہے

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾

فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ سنتا دیکھتا ہے

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے

الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

ہر کام کی اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ۚ وَجَاهِدُوْا

اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور محنت کرو

فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہئے اُس کے واسطے محنت اُس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اُسی نے نام رکھا تمہارا

الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

مسلمان پہلے سے اور اِس قرآن میں تاکہ رسول ہو

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا

بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر سو قائم رکھو

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار

سورۃ الحج کے آخری رکوع کو، جو کل چھ آیات پر مشتمل ہے بجا طور پر قرآن حکیم کے جامع ترین مقامات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس کی ابتدائی چار آیات میں خطاب یَا اَیُّھَا النَّاسُ کے الفاظ سے ہے اور ان میں قرآنِ مجید کی اساسی دعوت یعنی دعوتِ ایمان کا خلاصہ آگیا ہے جو وہ ہر فردِ نوعِ بشر کے سامنے پیش کرتا ہے ـــــــ اور آخری دو آیات میں خطاب "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ سے ہوا ہے اور اس میں اس دعوتِ عمل کا خلاصہ آگیا ہے جس کا تقاضا قرآن ہر اس شخص سے کرتا ہے جو ایمان کا مدعی ہو یعنی دعوتِ ایمان کو قبول کرنے کا اعلان و اعتراف کرے۔

شرک اور توحید کے بیان میں یہاں قرآن کے عام اسلوب کے مطابق بطرزِ جلی تو ذکر ہوا ہے بت پرستی کا جس میں وہ اہلِ عرب مبتلا تھے جو قرآن کے اوّلین مخاطب تھے لیکن بطرزِ خفی ایک ایسی عمومی اور جامع بات بھی مختصر ترین الفاظ میں کہہ دی گئی ہے جسے فلسفہ و حکمتِ دین کے اس اہم ترین باب کے کل مباحث کا لبِّ لباب قرار دیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ اصل توحید یہ ہے کہ انسان کا مطلوب و مقصودِ اصلی اور محبوبِ حقیقی صرف اللہ ہو اور شرک یہ ہے کہ اس کے نہاں خانۂ قلب میں اس تختِ پر کُلّی یا جزوی طور پر کوئی اور براجمان ہو جائے۔

اس ضمن میں 'طالب و مطلوب' کی نسبت سے اُن اہم حقائق و معارف کی جانب رہنمائی فرما دی گئی جن کو دورِ حاضر میں 'فلسفۂ خودی' کے نام سے مختصر طور پر پیش کیا علامہ اقبال مرحوم نے اور جن کو تفصیل کے ساتھ مدوّن کیا "نصب العینوں یا آدرشوں کے فلسفے" کے عنوان سے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی عظیم تصنیف "IDEOLOGY OF THE FUTURE" میں جس کا حاصل یہ ہے کہ:

۱۔ انسان حیوانات سے جن اعتبارات سے ممیّز ہے اُن میں سے ایک اہم اور اساسی امر یہ ہے کہ حیوان کا اپنا کوئی مقصد اور نصب العین نہیں ہوتا۔ گویا وہ زندگی برائے زندگی کے اصول پر عمل پیرا ہوتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ انسان اُسے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے آلۂ کار بنا لے۔ جبکہ انسان اپنا ایک ہدف و مقصود معین کرتا ہے اور اُس کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ (اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ جو لوگ بغیر کسی معین نصب العین کے زندگی بسر کرتے ہیں وہ انسانیت کی نسبت حیوانیت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں!)

۲۔ انسان جو نصب العین اختیار کر کے اُس کے حصول کے لیے جدّوجہد کرتا ہے اُس کی اپنی شخصیت بھی اسی رُخ پر تعمیر ہوتی ہے۔ گویا نصب العین پست ہو تو اُس کے لیے سعی و جہد کے نتیجے میں ایک پست سیرت وجود میں آتی ہے اور نصب العین اعلیٰ و ارفع ہو تو اُس تک رسائی کے لیے جو محنت و مشقت کی جائے

گی اُس سے خود انسانی شخصیت کو بھی ترقی حاصل ہوگی۔ (اس ضمن میں کمند کی مثال بہت عمدہ ہے کہ انسان اُسے جس قدر اُونچا پھینک سکے گا، اُسی قدر بلندی تک خود بھی چڑھ سکے گا۔)

۳۔ تمام آدرشوں میں سب سے اُونچا آدرش اور تمام نصب العینوں میں اعلیٰ ترین نصب العین ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ ع (منزلِ ما کبریاست! اور "یزداں بکمند آور اے ہمّتِ مردانہ!") اور اللہ ہی کو اپنا محبوبِ حقیقی اور مطلوب و مقصودِ اصلی قرار دے کر جب انسان جدّوجُہد کرتا ہے تو اُس سے جو شخصیت وجود میں آتی ہے اُس کا کامل و اکمل نمونہ تو ہے ذاتِ محمّدی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام، البتہ اس کے درجہ بدرجہ پرتو اور عکس ہیں جو نظر آتے ہیں دیگر انبیاء و رُسل علیہم السّلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور صوفیائے عظام رحمہم اللہ کی مبارک شخصیتوں میں!

"ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ" کے مختصر ترین الفاظ میں مضمر ان عظیم حقائق و معارف کے ساتھ ساتھ "مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ" کے حد درجہ جامع الفاظ میں شرک کے اصل سبب اور اس کی 'علّتُ العِلَل' کی نشاندہی بھی فرمادی گئی۔ یعنی یہ کہ خواہ جاہلیتِ قدیمہ ہو خواہ جدیدہ اور خواہ محدود مذہبی تصورات کے مطابق کسی کو خدا کے سوا 'معبود' مانا گیا ہو خواہ وسیع تر مفہوم کے اعتبارات سے کسی کو اللہ کے سوا مطلوب و مقصود، بنایا گیا ہو اس گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ انسان خدا کے جمال و جلال کا کما حقہٗ تصوّر اور اس کی صفاتِ کمال کا کما حقہٗ اندازہ نہیں کرپاتا۔ چنانچہ کبھی اسے دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرلیتا ہے اور اس کے لیے یا اولاد تجویز کردیتا ہے جو اس کے کفو اور ہم جنس بن جاتی ہے، یا نائبین سلطنت تصنیف کر ڈالتا ہے جو کائنات کے انتظام و انصرام میں اس کے ممد و معاون ہوتے ہیں، لہٰذا کسی قدر با اختیار بھی ہوتے ہیں، یا اس کے لیے مقربین و مصاحبینِ خاص گھڑ لیتا ہے جو اس درجہ منہ چڑھے ہوتے ہیں کہ وہ اُن کا کہنا ٹال ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ یہی تین باتیں ہیں جن کی نفی کی گئی ہے سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں کہ: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۝ اور کبھی انسان اپنی محبت کا مرکز و محور بنالیتا ہے نسل و قوم کو یا ملک و وطن کو یا کسی نظریے یا نصب العین کو پھر اُس کے ساتھ وہی طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو ایک خدا پرست خدا کے ساتھ کرتا ہے یعنی: اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یعنی اب اُس کی زندگی اور موت اور کُل سعی و جُہد اور ساری دوڑ دھوپ وقف ہو جاتی ہے، ملک و قوم کی برتری و سربلندی کے لیے یا کسی نظریے کی تشہیر و اشاعت اور کسی نظام کے نفاذ و قیام کے لیے۔

اسی طرح ان آیاتِ مبارکہ میں ایمان بالرسالت کے ضمن میں بھی ایک حد درجہ اہم حقیقت کی جانب رہنمائی فرمائی گئی یعنی یہ کہ رسالت کا 'سلسلۃ الذہب' دو کڑیوں پر مشتمل ہے۔ ایک 'رسولِ مَلَک' یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے 'رسولِ بشر' یعنی حضرت محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس سے ایمان بالملائکہ کی اہمیت پر بھی روشنی پڑی اور حقیقتِ وحی کے بارے میں فلاسفۂ جدید وقدیم کے پیدا کردہ مغالطوں کا سدِّباب بھی ہو گیا۔ (واضح رہنا چاہیے کہ آنحضورؐ پر نبوت ورسالت کے اختتام پر اب اُس سنہری زنجیر میں ایک تیسری کڑی کی حیثیت سے شامل ہو گئی ہے اُمّتِ محمدؐ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بحیثیتِ مجموعی! یہی وجہ ہے کہ اس رکوع کے پہلے حصے میں 'رسولِ مَلَک' اور 'رسولِ بشر' کے لیے لفظ آیا ہے 'اِصْطِفَاء' کا اور دوسرے حصے میں اُمّتِ مُسلمہ کے لیے لفظ آیا ہے 'اِجْتِبَاء' کا اور یہ دونوں الفاظ حد درجہ قریب المفہوم ہیں!)

'ایمان بالآخرت' کے ضمن میں اس مقام پر بہت اختصار ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا پہلا رکوع تقریباً کُل کا کُل "زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ" اور بَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ کے ذکر پر مشتمل ہے!

اس رکوع کی آخری دو آیات میں ایمان کے عملی تقاضوں کا بیان جس حکیمانہ ترتیب و تدریج کے ساتھ ہوا ہے وہ بھی اعجازِ قرآنی کا ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور یہاں ایک اعتبار سے گویا پھر سورۃ العصر کے تمام مضامین موجود ہیں۔ وہاں نجات کی پہلی شرطِ لازم کی حیثیت سے ایمان کا تذکرہ ہوا تھا یہاں "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب ہے۔ وہاں نجات کے تیسرے اور چوتھے لوازم کا ذکر جُدا جُدا "تواصی بالحق" اور "تواصی بالصبر" کے الفاظ سے ہوا، یہاں ان دونوں کی جامع اصطلاح "جہاد" پر ایک مکمل اور طویل آیت ہے۔ وہاں "عملِ صالح" ایک جامع اصطلاح تھی، یہاں اس کی جگہ چار اوامر وارد ہوئے ہیں یعنی "ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ"۔ یہاں مثبت طور پر "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" کی نوید ہے تو وہاں سلبی پہلو سے "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" کی وعید! گویا "تصریفِ آیات" یا ع "اِک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں" کی نہایت اعلیٰ مثال!

دین کے ان عملی تقاضوں کی تفہیم کے لیے زینے کی مثال بہت مفید ہے۔ ہر مدّعیِ ایمان کے لیے عمل کے زینے کی پہلی سیڑھی فرائضِ دینی کی بجا آوری اور ارکانِ اسلام کی پابندی ہے یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ، جن میں سے اوّلین اور اہم ترین ہے نماز۔ لہٰذا اس کا ذکر ہو گیا رکوع اور سجود کے حکم کے ذیل میں اور یہ نمائندہ بن گئی جملہ ارکانِ دین کی۔ دوسری سیڑھی ہے "عبادتِ رب" یعنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بے چون وچرا اطاعت کُلّی اُس کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر۔ اور تیسری سیڑھی ہے "عملِ خیر"

یعنی خدمتِ خلق جس کی ایک تشریح آیۂ بِرّ میں گزر چکی ہے اور جس کے دو مراتب ہیں، ایک لوگوں کی دنیوی حاجتوں اور ضرورتوں کے ضمن میں امداد و اعانت یعنی بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو پہنانا اور بیماروں کے لیے علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچانا وغیرہ اور دوسرا اور اہم تر مرتبہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی سعی کرنا اور انہیں "صراطِ مستقیم" کی طرف دعوت دینا — اور چوتھی اور آخری سیڑھی جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا "ذروۃ السنام" قرار دیا ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ جس کی غایتِ اولیٰ ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے خلقِ خدا پر اتمامِ حجت کے لیے "شہادت علی الناس" کے فریضے کی ادائیگی جو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کی رو سے اصل مقصد ہے امتِ مسلمہ کی تاسیس کا۔ (واضح رہے کہ "عبادتِ ربّ" اور "شہادت علی الناس" — بشمول "اقامتِ دین" یا "اظہارِ دینِ حق"۔

دین کے عملی مطالبات کے ضمن میں قرآنِ حکیم کی نہایت اہم اور اساسی اصطلاحات ہیں جن کی تشریح و تفصیل اس مقام پر ممکن نہیں ہے۔ البتہ ان کے بارے میں اِن سطور کے راقم کی تالیف "مطالباتِ دین" میں کسی قدر شرح و بسط سے کلام ہوا ہے۔ قارئین اُس کی طرف مراجعت فرمائیں!

آخری آیت کے آخری ٹکڑے میں کلمۂ "ف" (فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ) بہت معنی خیز ہے۔ یعنی جس پر یہ حقائق منکشف ہو جائیں اور جسے بھی اپنے فرائضِ دینی کا یہ شعور و ادراک حاصل ہو جائے اسے تاخیر و تعویق اور تردّد و تربّص میں مبتلا ہوئے بغیر بسم اللہ کر کے عمل کا آغاز کر دینا چاہیے۔ اب ظاہر ہے کہ پہلی ہی چھلانگ میں سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھنے کی کوشش حماقت پر مبنی ہوگی اور عین ممکن ہے کہ ایسا شخص اوندھے منہ زمین پر گرے۔ فطری اور منطقی تدریج یہی ہے کہ آغاز پہلی سیڑھی پر قدم رکھنے سے کرے جو مشتمل ہے ارکانِ اسلام کی پابندی پر۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر بھی کر دیا گیا، تاکہ واضح ہو جائے کہ مقصود صرف نماز نہیں بلکہ جملہ ارکانِ اسلام ہیں۔

آخر میں "وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ" کے الفاظ بھی بہت اہم ہیں۔ اِن سے اِس حقیقت کی جانب بھی رہنمائی ہو گئی کہ اگلے مراحل کے لیے بندۂ مومن کا واحد سہارا اور اس راہ میں اس کی استقامت کا اصل راز اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق استوار کرنے میں مضمر ہے۔ اور اس جانب بھی اشارہ ہو گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اولیٰ یعنی خلقِ خدا پر اللہ کی جانب سے اتمامِ حجت کے لیے 'شہادت علی الناس' کے تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی و جہد کا مرکز و محور قرآنِ حکیم ہے اس لیے کہ 'اعتصام باللہ' کا ذریعہ ظاہر ہے کہ 'اعتصام بحبل اللہ' کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور 'حبل اللہ' از روئے فرمانِ نبویؐ قرآنِ حکیم ہے۔ (ھُوَ حَبۡلُ اللّٰہِ الۡمَتِیۡنُ)

الغرض، سورۃ الحج کی آخری دو آیات میں دین کے جملہ عملی تقاضوں کا بیان معجزانہ اختصار و جامعیت کے

ساتھ ہوگیا اور یہ دونوں آیتیں مل کر مختصر تفسیر بن گئیں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ کی، جس میں 'ایمانِ حقیقی' کے دو ارکان بیان ہوئے ۔۔ ایک یقینِ قلبی جو لازماً شامل ہے عملِ صالح کو اور دوسرے 'جہاد فی سبیل اللہ' جس کا ابتدائی مقصد ہے 'شہادت علی الناس' جس کا ذکر یہاں ہوگیا اور آخری منزل یا 'غایتِ قصویٰ' ہے "اظہار دینِ حق عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" جو مرکزی مضمون ہے سُورۃ الصّف کا جس پر اس نصاب کا اگلا درس مشتمل ہے۔

دین کے مجموعی نظام میں 'جہاد فی سبیل اللہ' کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اُس کی وضاحت کے لیے منتخب نصاب کے درس کے اس مرحلے پر ایک قدرے طویل حدیثِ نبویؐ بیان کی جاتی ہے جسے بلاشک و شبہ 'حکمتِ دین کے ایک عظیم خزانے' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اُسے پڑھتے یا سُنتے ہوئے انسان کچھ دیر کے لیے اپنے آپ کو بالکل اُسی ماحول کا جُزو محسوس کرتا ہے جو حضور نبی کریم علیہ الف الف التحیۃ والتسلیم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انفاسِ مطہرہ اور نفوسِ قدسیہ سے معطر و منور تھا، بقولِ شاعر ؎

هم اہلِ قفس تنہا بھی نہیں، ہر روز نسیمِ صبحِ وطن یادوں سے معطر آتی ہے اشکوں سے منور جاتی ہے

حکمتِ دین

کا ایک عظیم خزانہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَرَجَ بِالنَّاسِ قَبْلَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحَ صَلّٰى بِالنَّاسِ
صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَكِبُوْا فَلَمَّا اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ
نَعَسَ النَّاسُ فِيْ اَثَرِ الدُّلْجَةِ وَلَزِمَ مُعَاذٌ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَتْلُوْا اَثَرَهٗ وَالنَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ عَلٰى جَوَادِ الطَّرِيْقِ
تَأْكُلُ وَ تَسِيْرُ فَبَيْنَمَا مُعَاذٌ عَلٰى اَثَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَنَاقَتُهٗ تَأْكُلُ مَرَّةً وَتَسِيْرُ اُخْرٰى عَثَرَتْ نَاقَةُ مُعَاذٍ
فَكَبَحَهَا بِالزِّمَامِ فَهَبَّتْ حَتّٰى نَفَرَتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَشَفَ عَنْهُ قِنَاعَهٗ فَالْتَفَتَ فَاِذَا لَيْسَ مِنَ الْجَيْشِ
رَجُلٌ اَدْنٰى اِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ فَنَادَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ اُدْنُ دُوْنَكَ
فَدَنَا مِنْهُ حَتّٰى لَصِقَتْ رَاحِلَتُهُمَا اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى
فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُ اَحْسِبُ النَّاسَ
مِنَّا كَمَكَانِهِمْ مِنَ الْبُعْدِ فَقَالَ مُعَاذٌ يَا نَبِيَّ اللهِ نَعَسَ

النَّاسُ فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ تَرْتَعُ وَتَسِيْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا كُنْتُ نَاعِسًا فَلَمَّا رَأَى مُعَاذٌ بُشْرٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَخَلْوَتَهُ لَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِئْذَنْ لِيْ اَسْأَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ اَمْرَضَتْنِيْ وَاَسْقَمَتْنِيْ وَاَحْزَنَتْنِيْ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ سَلْنِيْ عَمَّ شِئْتَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ حَدِّثْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ لَا اَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ بَخٍ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيْمٍ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيْمٍ ثَلَاثًا وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ اَرَادَ اللهُ بِهِ الْخَيْرَ فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ اِلَّا قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِرْصًا لِكَيْمَا يُتْقِنَهُ عَنْهُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا حَتّٰى تَمُوْتَ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَعِدْ لِيْ فَاَعَادَهَا لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هٰذَا الْاَمْرِ وَذِرْوَةِ السَّنَامِ فَقَالَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ اَنْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ فَحَدِّثْنِيْ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْاَمْرِ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّ قِوَامَ هٰذَا الْاَمْرِ اِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنَّ ذِرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَيَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدِ اعْتَصَمُوْا وَعَصَمُوْا دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا شَحَبَ وَجْہٌ وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِیْ عَمَلٍ تُبْتَغٰی فِیْہِ دَرَجَاتُ الْجَنَّۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ کَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا ثَقَّلَ مِیْزَانَ عَبْدٍ کَدَابَّۃٍ تُنْفَقُ لَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ یُحْمَلُ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

(رواہ احمد والبزار والنسائی وابن ماجۃ والترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لیے لے کر نکلے۔ جب صبح ہوگئی تو آپؐ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی، لوگ نماز پڑھ کر پھر سوار ہو گئے۔ جب آفتاب نکلا تو سب لوگ شب بیداری کی وجہ سے اُونگھ رہے تھے۔ ایک معاذؓ تھے جو برابر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے لگے چلے آرہے تھے۔ بقیہ لوگوں کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور انہیں لے کر راستے کے طول و عرض میں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ اِسی دوران میں کہ معاذؓ کی اونٹنی نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے کبھی چرتی اور کبھی چلتی جا رہی تھی، دفعتہً ٹھوکر کھائی، معاذؓ نے اس کو لگام کھینچ کر سنبھالا تو وہ اور تیز ہو گئی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے آپؐ کی اونٹنی بھی بدک گئی۔ آپؐ نے اپنا نقاب اٹھایا اور دیکھا تو لشکر بھر میں معاذؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آپؐ کے قریب نہ تھا۔ آپؐ نے انؓ کو آواز دی اے معاذؓ! انہوں نے جواب دیا، یا نبیؐ اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اور قریب آجاؤ، وہ قریب آگئے اور اتنے قریب آگئے کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسرے سے بالکل مل گئیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ لوگ مجھ سے اتنی دُور ہوں گے۔ معاذؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! لوگ کچھ اُونگھ رہے تھے (اس لیے) اُن کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور اِدھر اُدھر انہیں لے کر متفرق ہو گئیں۔ آپؐ نے فرمایا میں خود بھی اُونگھ رہا تھا۔ معاذؓ نے جب دیکھا کہ آپؐ ان سے خوش ہیں اور موقع بھی تنہائی کا ہے تو عرض کیا یارسول اللہؐ! اجازت دیجئے تو ایک بات پوچھوں جس نے مجھے بیمار ڈال دیا ہے اور نڈھال کر دیا ہے اور غمزدہ بنا رکھا ہے آپؐ نے فرمایا اچھا جو چاہتے ہو پُوچھو۔ عرض کیا یارسُول اللہؐ! کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے جنّت میں لے جائے اس کے سوا میں آپؐ سے اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب، تم نے بڑی بات پوچھی۔ تین بار فرمایا جس کے لیے خدا بھلائی کا ارادہ کرے اس کے لیے کچھ اتنی دشوار بھی نہیں۔ آپؐ نے

اُن سے کوئی بات نہیں فرمائی جو تین بار نہ دہرائی ہو، اِس خیال سے کہ وہ آپؐ کی بات خوب پختہ یاد کر لیں۔
آپؐ نے فرمایا اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھو، نماز پڑھا کرو، اللہ کی عبادت کیا کرو، اور کسی کو اُس کا شریک
نہ بناؤ۔ یہاں تک کہ اسی حال پر تمہاری موت آجائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسُول اللہؐ! پھر ارشاد فرمائیے۔
آپؐ نے اُن کی خاطر تین بار فرمایا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگر چاہو تو اس دین کے اُونچے عملوں میں
جو چوٹی کا عمل ہے اور جو اس کی جڑ ہے، وہ تمہیں بتا دوں۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر
قربان! ضرور ارشاد فرمائیے! آپؐ نے فرمایا سب میں جڑ کا عمل تو یہ ہے تو اس کی گواہی دے کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسُول ہیں،
اور جس عمل سے دین کی بندش مضبوط رہتی ہے، وہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا ہے اور اُس کے اُونچے اُونچے
عملوں میں سب سے چوٹی کا عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں جنگ اُس
وقت تک جاری رکھوں جب تک کہ لوگ نماز نہ پڑھیں، زکوٰۃ نہ دیں اور اس بات کی شہادت نہ دیں کہ معبود
کوئی نہیں مگر اللہ جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب یہ باتیں کر لیں تو وہ خود بھی بچ گئے اور اپنی
جان و مال کو بھی بچا لیا مگر ہاں جو شریعت کی زد میں آجائے اور اس کے بعد اُن کا حساب خدا کے سپرد
ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، کوئی چہرہ (عمل کرتے کرتے) متغیر نہیں ہوا
اور کوئی قدم (سفر کرتے کرتے) غبار آلود نہیں ہوا، کسی ایسے عمل میں جس کا مقصد درجاتِ جنت ہوں فرض
نماز کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے برابر اور نہ بندہ کے میزانِ عمل میں کوئی نیکی اتنی وزن دار ثابت ہوئی جتنا کہ
اُس کا وہ جانور جو جہاد فی سبیل اللہ میں مر گیا یا جس پر اُس نے راہِ خدا میں سواری کی۔

جہاد فی سبیل اللہ کی

عظمت و اہمیّت

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۴ کی روشنی میں

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ

تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور

عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے کا تم ڈرتے ہو

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ

اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے

فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا

اَلْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

نافرمان لوگوں کو

اس آیۂ مبارکہ میں گویا ایک ترازو عطا کر دی گئی ہے ہر مدعیٔ ایمان کو جس میں وہ اپنے ایمان کو تول سکتا ہے۔ اس ترازو کے ایک پلڑے میں وہ ڈالے اپنی اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد و قتال سے محبت و رغبت کو، اور دوسرے میں ڈالے کُل علائقِ دنیوی اور مال و اسبابِ دنیوی کی محبت کو اور پھر دیکھے کہ کون سا پلڑا جھک رہا ہے۔ اگر پہلا جھک رہا ہو تو فَهُوَ الْمَطْلُوْب' اسے چاہیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے تاکہ مزید توفیق پائے، اور اگر خدانخواستہ دوسرا پلڑا بھاری ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً متنبہ ہو اور اصلاح پر کمربستہ ہو جائے۔ بصورتِ دیگر جائے، دفع ہو جائے' اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرے۔ اس لیے کہ اللہ ایسے لوگوں کو توفیق و ہدایت سے نہیں نوازتا۔!

حصّہ چہارم
درس سوم

جہاد فی سبیل اللہ

کی غایتِ قصویٰ اور منتہائے مقصود

یا عبادتِ ربّ اور شہادت علی النّاس کا تکمیلی مرحلہ

اظہارُ دینِ الحقِّ علی الدّینِ کُلّہٖ

اور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدِ بعثت

اور اس کی تکمیل کے لیے امّتِ مسلمہ کو دعوتِ سعی و عمل

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کی جامع ترین سورت

سورۃ الصّف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے ☆ بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو ☆ اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں

سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا

اے قوم کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارے پاس پھر جب

زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَ

وہ پھر گئے تو پھیر دیے اللہ نے ان کے دل اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو اور

اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي

یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد

اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥ وَمَنْ

اس کا نام ہے احمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ وَ

زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی

بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي

اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر وہی ہے جس نے

أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ

بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے برا مانیں

الْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ

شرک کرنے والے اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ

ایک عذاب دردناک سے ☆ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ

اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾

میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو ☆

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَ

اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر یہ ہے بڑی مراد ملنی ☆ اور

أُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾

ایک اور چیز دیں جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اے ایمان والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے

لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ

اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار ہم ہیں مددگار اللہ کے

فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ

پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے ان کو جو

آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب

تمہید

"اَلمُسَبِّحات اور ان کی اَخَوات"

کے بعض مشترک مضامین

قرآنِ حکیم میں ستائیسویں پارے کی آخری سورت یعنی سورۃ الحدید سے لے کر اٹھائیسویں پارے کے اختتام یعنی سورۃ التحریم تک بلحاظ تعدادِ سُوَر مدنی سورتوں کا سب سے بڑا اکٹھ (CONSTELLATION) وارد ہوا ہے۔ یہ دس سورتوں کا ایک نہایت حسین وجمیل گلدستہ ہے جن میں چند امورِ واضح طور پر مشترک ہیں اور چونکہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے پیشِ نظر منتخب نصاب میں مکمل سورتوں کی سب سے بڑی تعداد اسی مجموعے سے ماخوذ ہے لہٰذا اس میں شامل سورتوں کے مشترک نکات کے بارے میں مختصر اشارات، ان شاء اللہ العزیز، بہت مفید ہوں گے: وہ مشترک امور یہ ہیں۔

۱۔ یہ سورتیں تقریباً سب کی سب زمانۂ نزول کے اعتبار سے مدنی دَور کے نصفِ آخر سے متعلق ہیں، جبکہ اہلِ ایمان نے ایک باقاعدہ "اُمّتِ مسلمہ" کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔

۲۔ یہی سبب ہے کہ ان میں خطاب کا اصل رُخ 'اُمّتِ مسلمہ' کی جانب ہے۔ کُفّار خواہ مشرکین میں سے ہوں خواہ اہلِ کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ میں سے ان سورتوں میں مخاطب نہیں ہیں، نہ باندازِ دعوت و تبلیغ نہ بطرزِ ملامت و الزام۔ یہود کا ذکر اس سلسلے کی اکثر سورتوں میں ہے (اور ایک مقام پر نصاریٰ کا بھی!) لیکن صرف بطورِ نشانِ عبرت!

۳۔ اُمّتِ مسلمہ سے خطاب میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ طویل مکّی اور مدنی سورتوں میں جو اہم اور اساسی مباحث نہایت تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، ان سورتوں میں گویا اُن کے خلاصے درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ انہیں بآسانی حرزِ جاں بنایا جاسکے!

۴۔ مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں ان میں سے اکثر سورتوں میں 'ملامت' (اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک قول کے مطابق 'عتاب') کا رنگ بہت نمایاں ہے، اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کے جذباتِ ایمانی کچھ سرد پڑ رہے ہوں اور اُن کے جوشِ جہاد اور جذبۂ انفاق میں کمی واقع ہو رہی ہو اور انہیں اس پر سرزنش کی جا رہی ہو جیسے: مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ، یا وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ، یا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ، یا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ، وغیرہ۔ اور اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے یعنی یہ کہ جب اُمّت

نے وسعت اختیار کی اور "یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا" کی کیفیت پیدا ہوئی تو فطری طور پر نو واردوں میں ایسے لوگ بکثرت موجود تھے جن میں یہ کیفیاتِ ایمانی بہ تمام و کمال موجود نہ تھیں۔ (جس کی جانب اشارہ ہے سورۃ الحجرات کی آیات ۱۴-۱۵ میں) لہٰذا بحیثیتِ مجموعی اُمّت میں ایمان کی حرارت اور جوشِ جہاد و جذبۂ انفاق کے اوسط میں کمی واقع ہوئی۔ حکمتِ الٰہی نے اس پر بھرپور گرفت فرمائی، تاکہ آئندہ جب اُمّت میں یہ ضمحلال مزید شدّت اختیار کرے تو یہ آیاتِ مبارکہ سرد پڑتے ہوئے جذبات اور گرتے ہوئے حوصلوں کے لیے مہمیز کا کام دیں!! (یہی وجہ ہے کہ ان سورتوں میں سابقہ اُمّتِ مسلمہ یعنی یہود کو بطور نشانِ عبرت بار بار پیش کیا گیا ہے اس لیے کہ آئندہ بموجب فرمانِ نبویؐ: "لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ" اُمّت کو ان ہی حالات و کوائف سے دوچار ہونا تھا جس سے یہود ہوئے تھے!)

اِن سورتوں کے مضامین پر غور کرنے سے تین مزید باتیں بہت اہم اور قابلِ توجہ سامنے آتی ہیں۔

۱- اِن دس سورتوں میں سے پانچ وہ ہیں جن کا آغاز "سَبَّحَ لِلّٰہِ" یا "یُسَبِّحُ لِلّٰہِ" کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ اور صاف نظر آتا ہے کہ ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے اس حسین و جمیل گلدستے میں اُن کا حسن و جمال کچھ اور ہی شان کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں "اَلْمُسَبِّحَات" کا جداگانہ نام دیا گیا ہے!

۲- اِس گروپ میں ہر اعتبار سے جامع ترین سُورت سُورۃ الحدید ہے اور بقیہ سورتوں میں سے اکثر اس میں بیان شدہ مضامین کی مزید تشریح و توضیح پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ یہ نہ صرف یہ کہ "اُمُّ الْمُسَبِّحَات" ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر قرآن حکیم کے لیے ایک شجرۂ طیّبہ کی تشبیہ اختیار کی جائے تو سورۃ العصر اس کے بیج، اور سورۃ الحدید اس کے پھل کی حیثیت رکھتی ہے۔ واللہ اعلم! (یہی وجہ ہے کہ اس منتخب نصاب کا نقطۂ آغاز سورۃ العصر ہے اور یہ ختم ہوتا ہے سُورۃ الحدید پر!)

۳- مزید برآں اِن سورتوں کا دو دو کے جوڑوں میں منقسم ہونا جو ویسے بھی قرآن مجید کا ایک عام اسلوب ہے، بہت نمایاں ہے۔ بالخصوص آخری تین جوڑوں میں تو یہ کیفیت انتہا کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ جیسے ایمان اور اس کے ثمرات و مضرات کے بیان کے ضمن میں سُورۃ التغابن قرآن حکیم کی جامع ترین سورت ہے۔ اسی طرح نفاق اور اُس کی حقیقت، اُس کے آغاز و انجام اور اُس سے بچاؤ کی تدابیر کے ضمن میں سورۃ المنافقون قرآن مجید کی جامع ترین سورت ہے اور مصحف میں یہ دونوں سورتیں اس گروپ میں ساتھ ساتھ وارد ہوئی ہیں تاکہ اس تصویر کے منفی اور مثبت دونوں رُخ بیک وقت نگاہ کے سامنے آجائیں۔ اور اس طرح ان دونوں سورتوں نے مل کر اس موضوع پر ایک نہایت حسین و جمیل، اور حد درجہ کامل و اکمل جوڑے کی صورت اختیار کر لی۔ (اِن میں سے سورۃ التغابن اس منتخب نصاب کے حِصّۂ دوم میں شامل ہے اور سُورۃ المنافقون آگے

آرہی ہے!) اسی طرح انسان کی عائلی زندگی میں بھی زوجین کے مابین دو متضاد صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں' ایک عدم موافقت جس کی انتہاء 'طلاق' ہے اور دوسری حدِ اعتدال سے متجاوز محبت اور باہمی دلجوئی اور پاس و لحاظ جس سے حدود اللہ تک کے ٹوٹنے کا احتمال پیدا ہو جائے۔ چنانچہ سورۃ الطلاق اور التحریم میں عائلی زندگی کے یہ دونوں رُخ زیرِ بحث آتے ہیں اور ان میں نسبتِ زوجیت ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے بتمام و کمال موجود ہے۔ (سورۃ التحریم اس منتخب نصاب کے حصۂ سوم میں آچکی ہے!) اسی طرح کا ایک نہایت حسین و جمیل اور بعد درجہ روشن و تابناک جوڑا سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ پر مشتمل ہے۔ اس کی دلآویزی میں ایک خصوصی شان پیدا ہوئی ہے اس حقیقت سے کہ ان دونوں صورتوں میں سیّد الاوّلین والآخرین اور محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کے دو رُخ زیرِ بحث آتے ہیں۔ چنانچہ ایک میں آپؐ کے "مقصدِ بعثت" کو بیان فرمایا گیا ہے اور دوسری میں آپؐ کے "اساسی منہجِ عمل" کو!۔ یہ جوڑا درس سورتوں کے اس گلدستے میں عددی اعتبار سے بھی عین وسط میں ہے اور معنوی اعتبار سے بھی اِسے اس گروپ میں مرکزی اہمیت حاصل ہے' اس لیے کہ اس سے ایک جانب اُمتِ مسلمہ کے مقصدِ تاسیس پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری جانب اس کے حصول کے لیے صحیح اور درست طریقِ کار پر' اور ان دونوں مضامین کی اہمیت اظہر من الشمس ہے!

سورۃ الصّف

سورۃ الصف' "المسبحات" کی صف میں عین قلب کے مقام پر وارد ہوئی ہے۔ اس لیے کہ دو مسبحات اس سے پہلے ہیں یعنی 'الحدید' اور 'الحشر' اور دو بعد میں یعنی 'الجمعہ' اور 'التغابن'۔ مزید برآں مضامین کے اعتبار سے بھی اسے اس گروپ کا مرکز و محور قرار دیا جا سکتا ہے۔

خود سورۃ الصف' کا عمود اس کی آیت ۹ سے معیّن ہوتا ہے ــــــ یعنی "اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" یا "اللہ کے دینِ برحق کو کُل کے کُل دین یا نظامِ زندگی پر غالب و نافذ کرنا!" جس سے بیک وقت دین کے فلسفہ و حکمت کے تین اہم اور بنیادی مضامین کی وضاحت ہوتی ہے:

اوّلاً ــــــ اس سے "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" کی آخری منزلِ مقصود' یا 'غایتِ قصوٰی' کا تعیّن ہوتا ہے۔ (خاص اسی اعتبار سے اس منتخب نصاب میں اِس سُورۂ مبارکہ کا درس سورۃ الحج کے آخری رکوع کے متصلاً بعد ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اِس میں جہاد فی سبیل اللہ کے بنیادی اور اساسی مقصد یا 'غایتِ اُولیٰ کا بیان ہے ــــــ یعنی شہادت عَلَی النّاس'!)

ثانیاً ـــــ اس سے 'مطالباتِ دین' کے ضمن میں بھی مرتبۂ تکمیل کا تعین ہوتا ہے۔ اس لیے کہ 'عبادتِ رب' کا حق بھی اس وقت تک کاملاً ادا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کا دین پورے نظامِ زندگی پر غالب و نافذ نہ ہو، اس لیے کہ اس صورت میں اللہ کی اطاعت صرف انفرادی زندگی میں کی جا سکتی ہے۔ انسانی زندگی کے وہ گوشے اس سے خالی رہ جائیں گے جو اجتماعی نظام کے زیرِ تسلط ہوتے ہیں۔ گویا بات وہی ہوگی کہ ؎

ملّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

مزید برآں 'شہادت علی الناس' کا کامل حق بھی اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ پورا نظامِ حق عملاً قائم کر کے اور بالفعل چلا کے نہ دکھا دیا جائے اور اس طرح نوعِ انسانی پر حیاتِ اجتماعی کے مختلف گوشوں کے ضمن میں ہدایتِ خداوندی کا عملی نمونہ پیش کر کے کامل اتمامِ حجت نہ کر دیا جائے۔

ثالثاً ـــــ اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے 'مقصدِ بعثت' کی امتیازی یا 'اتمامی و تکمیلی' شان بھی واضح ہو جاتی ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ اس آیۂ مبارکہ پر راقم نے مفصل و مدلل بحث اپنی اس تحریر میں کی ہے جو 'بعثتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتمامی و تکمیلی شان!' کے عنوان سے 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدِ بعثت!' نامی کتابچے میں شامل ہے) مختصراً یہ کہ:

۱۔ آنحضورؐ دو چیزوں کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک 'اَلْھُدٰی' یعنی قرآنِ مجید اور دوسرے 'دِیْنُ الْحَق' یعنی اطاعتِ خداوندی کے اصل الاصول پر مبنی انسانی زندگی کا مکمل اور متوازن نظامِ عدل و قسط!

۲۔ آپؐ کے 'مقصدِ بعثت' میں جہاں انذار و تبشیر، دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ قلوب ایسے اساسی و بنیادی امور بھی لامحالہ شامل ہیں جو بعثتِ انبیاء و رسل کی اصل غرض و غایت میں وہاں دینِ حق کی شہادت و اقامت کا اتمامی و تکمیلی مرحلہ بھی شامل ہے اور یہی آپؐ کے مقصدِ بعثت کی 'امتیازی شان' ہے!

۳۔ اس مقصدِ عظیم کے لیے امکان بھر سعی و جہد اور بذلِ نفس و انفاقِ مال اہلِ ایمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا اور ان کے صادق الایمان ہونے کا عملی ثبوت ہے۔ اور اسی کو اصطلاحاً 'جہاد فی سبیل اللہ' کہا جاتا ہے!

'عمود' کے تعین کے بعد اس سورۂ مبارکہ کی باقی تیرہ آیات کا ربط و تعلق اس مرکزی مضمون کے ساتھ بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ چنانچہ پہلے رکوع کی بقیہ آٹھ آیات مشتمل ہیں جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے جی چرانے پر تہدید و تنبیہ اور زجر و ملامت پر اور دوسرا رکوع کُل کا کُل مشتمل ہے جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے اجر، ثواب اور ان اعلیٰ مقامات و مراتب کی وضاحت و تفصیل پر، جن تک ایک بندۂ مومن جہاد و قتال

فی سبیل اللہ کے ذریعے رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ گویا پُوری سورۃ الصف اپنے مضامین کے اعتبار سے حد درجہ مربُوط ہے اور اُس کی تمام آیات ان حسین وجمیل موتیوں کے مانند ہیں جو ایک ڈوری میں پروتے ہوئے ہوں اور ایک ایسے ہار کی شکل اختیار کرلیں جس کے عین وسط میں ایک نہایت تابناک ہیرا مُعلق ہو۔ یہ روشن اور حسین وجمیل ہیرا ہے آیت ۹، اور ہار کے دونوں اطراف ہیں اس سے ماقبل اور مابعد کی آیات جن میں اُمّتِ مسلمہ کو جہاد و قتال کی پُرزور اور نہایت مؤثر دعوت ہے بطرزِ "ترغیب و تشویق" بھی اور باندازِ "تہدید و ترہیب" بھی۔ ابتدائی آٹھ آیات کو بھی باعتبار مضامین دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے!

حصّۂ اوّل پہلا حصّہ چار آیات پر مشتمل ہے، جن میں سے اوّلین آیت ایک حد درجہ پُرشکوہ تمہید ہے جس میں واضح کیا گیا کہ جہاں تک اللہ کی تسبیح و تحمید کا تعلق ہے وہ تو کائناتِ ارضی و سماوی کا ذرّہ ذرّہ کر رہا ہے۔ گویا انسان سے اس کے خالق و مالک کو کچھ اور ہی مطلوب ہے! بقول علامہ اقبال ؎ "شمع پر سودائی دلسوزیٔ پروانہ ہے"! (یاد رہے کہ سورۃ البقرۃ کے چوتھے رکوع میں فرشتوں نے بھی آدم کی خِلافت پر یہی عرض کیا تھا کہ جہاں تک تسبیح اور تحمید و تقدیس کا تعلق ہے وہ تو ہم کر ہی رہے ہیں! کیا خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے۔

؎ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّو بیاں!)

آیت ۲ تا ۳ میں مسلمانوں میں سے جو عافیت کے گوشے میں بیٹھ رہنے کو ترجیح دیں جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے شدائد و مصائب پر! بقولِ جگر مراد آبادی ؎

"تپتی راہیں مجھ کو پکاریں دامن پکڑے چھاؤں گھنیری"!

اُن کو شدید ترین الفاظ میں مُتنبّہ کیا گیا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان اور اُن کے ساتھ عشق و محبت کے زبانی دعوے نہ صرف یہ کہ اللہ کے یہاں کسی درجے میں مفید نہیں بلکہ یہ لن ترانیاں اللہ کے غیظ و غضب کو بھڑکانے والی اور اللہ کی بیزاری میں شدت پیدا کرنے والی ہیں اگر اُن کے ساتھ عمل کی شہادت نہ ہو اور انسان بالفعل اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرنے اور کھپا دینے کے لیے آمادہ نہ ہو۔ (واضح رہے کہ پیشِ نظر منتخب نصاب میں اس مضمون کا نقطۂ آغاز سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ ہے، جس میں اصل صادق الایمان ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جن کے دلوں میں وہ ایمان جاگزیں ہے جس نے ایسے یقین کی صورت اختیار کرلی ہو، جس میں شکوک و شبہات (وسوسوں کا معاملہ جُدا ہے!) کے کانٹے چُبھے نہ رہ گئے ہوں اور جن کے عمل میں "وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ" کی شان جلوہ گر ہو۔ اِس کے بعد سورۃ الحج کے آخری رکوع میں 'مطالباتِ دین' کی چوٹی یا "ذروۂ سنام" قرار دیا گیا جہاد کو

اور اس کی اساسی غرض و غایت معین ہوئی "شہادت علی الناس" اب یہ سورۂ مبارکہ کل کی کل وقف ہے اسی موضوع پر، چنانچہ اس میں زجر و توبیخ بھی انتہاء کو پہنچ گئی ہے اور ترغیب و تشویق بھی!
حصۂ اول کی آخری آیت (۴) میں گویا بالکل دو ٹوک الفاظ میں فرمادیا کہ اگر ہم سے دل لگاتا ہے اور ہماری محبت کا دعویٰ ہے تو جان لو کہ ہمیں تو محبوب ہیں وہ بندے جو ہماری راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند جم کر جنگ کریں (علامہ اقبال نے بالکل اسی انداز اور اسلوب میں کہا ہے یہ شعر کہ ؎ محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے۔ ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند!) گویا جسے بھی اس وادی میں قدم رکھنا ہو، وہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھے ؎

یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے ۔۔۔ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

واضح رہے کہ اس آیۂ مبارکہ سے اسلام کے نظامِ حکمت میں "خیرِ اعلیٰ" (HIGHEST GOOD) (SUMMUM BONUM) کا بالکل واضح الفاظ میں تعین ہو جاتا ہے!

حصّۂ ثانی | دُوسرا حصّہ بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس میں اس سورۂ مبارکہ کے مرکزی مضمون کے پس منظر میں یہود کو بطورِ نشانِ عبرت پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں ان کی تاریخ کے تین اَدوار کا حوالہ دیا گیا ہے!

آیت نمبر ۵ میں ان کا وہ طرزِ عمل سامنے آتا ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اختیار کیا۔ آنجنابؑ کو بنی اسرائیل کی جانب سے یقیناً بہت سی ذاتی ایذارسانیوں سے بھی سابقہ پیش آیا ہوگا (جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعۂ افک وغیرہ کی صورت میں پیش آیا!) لیکن اس سورت کے مرکزی مضمون کے اعتبار سے یہاں اشارہ معلوم ہوتا ہے اُس قلبی اذیت اور ذہنی کوفت کی جانب جو حضرت موسیٰؑ کو اس وقت پہنچی جب بنی اسرائیل نے قتال فی سبیل اللہ سے کورا جواب دے دیا جس پر آنجنابؑ نے ان سے شدید بیزاری کا اظہار فرمایا۔ (ملاحظہ ہوں آیات ۲۰ تا ۲۶ سورۃ المائدۃ)

آیت نمبر ۶ میں مذکور ہے یہود کا وہ طرزِ عمل جو انہوں نے اختیار کیا حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بالخصوص ان کے علماء کی وہ کورچشمی اور ڈھٹائی جس کی بنا پر انہوں نے اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر کو جادوگر اور کافر مرتد اور واجب القتل قرار دیا اور ان کو عطا کیے جانے والے معجزات کو سحر سے تعبیر کیا۔

آیات نمبر ۷، ۸ میں نقشہ کھینچا گیا ہے یہود کے اس طرزِ عمل کا جو نبی موعود اور رسولِ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی دعوت کے ضمن میں ظاہر ہوا، یعنی انتہائی متکبرانہ حسد، بغض اور مخالفت و مخاصمت میں حد درجہ گھٹیا اور کمینے ہتھکنڈوں پر اُتر آنا۔ اس لیے کہ اعراض عن الحق کے باعث ان میں جو دناءت اور بزدلی

پیدا ہو چکی تھی اُس کے باعث وہ کبھی کھُلے میدان میں تو آنحضورؐ اور مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے البتہ اوچھے ہتھیاروں سے کام لینے کی ہر ممکن کوشش انہوں نے کی جسے تعبیر فرمایا "اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بُجھا دینے کی کوشش!" کے حد درجہ فصیح و بلیغ الفاظ سے! بقول مولانا ظفر علی خاں ؎

نورِ خدا ہے کُفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھُونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا!

اور اس کے بعد وارد ہوئی وہ آیۂ مبارکہ جو اس سورۂ مبارکہ کے لیے بمنزلہ عمود ہے!

رُکوع دوم

دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں مسلمانوں سے ایک سوال کیا گیا : "کیا تمہیں وہ کاروبار بتاؤں جس کا نفع اتنا عظیم ہے کہ تم عذاب الیم سے چھٹکارا پا جاؤ؟" بین السطور میں گویا یہ تنبیہ فرما دی گئی کہ اگر اس کاروبار کو اختیار نہ کرو گے اور اس سے اِباء و اعراض کرو گے تو عذابِ الیم سے چھٹکارا پانے کی اُمید بھی ایک اُمیدِ موہوم سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہ گویا خلاصہ ہو گیا اس تمام تہدید و ترہیب کا جو پہلے رکوع میں تفصیلاً وارد ہوئی ہے۔

دوسری آیت میں اِس سوال کا جواب مرحمت فرمایا گیا! ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اُس کی راہ میں، اور کھپاؤ اُس میں اپنے اموال بھی اور اپنی جانیں بھی، اسی میں خیر مُضمر ہے! ——

بقیہ چار آیات میں اسی "خیر" کی تفاصیل ہیں چنانچہ:-

آیت نمبر ۱۲ میں ذکر ہوا مغفرت اور داخلہ جنّت، اور فردوسِ بریں کے پاکیزہ مسکنوں کا اس تصریح کے ساتھ کہ اصل اور عظیم کامیابی ان ہی کا حصُول ہے!

آیت نمبر ۱۳ میں بشارت وارد ہوئی دنیا میں تائید و نصرت اور فتح و ظفر کی، اس تعریض کے ساتھ کہ یہ تمہیں بہت عزیز ہے۔ (اگرچہ اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں!) آیت نمبر ۱۴ میں پہنچ گیا یہ مضمون اپنے عرُوج اور کمال (CLIMAX) کو یعنی جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اہلِ ایمان رسائی حاصل کر سکتے ہیں اس مقامِ رفیع تک کہ وہ عبد ہوتے ہوئے معبود کے مددگار قرار پائیں اور مخلوق ہوتے ہوئے خالق کے "انصار" ہونے کا خطاب پائیں —— اس ضمن میں مثال میں پیش فرمایا حواریّینِ حضرت مسیحؑ کو جنہوں نے آنجنابؑ کے رفعِ آسمانی کے بعد واقعہ یہ ہے کہ آپ کے پیغام کی نشر و اشاعت کے ضمن میں قربانیوں اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے کی جو مثالیں قائم کیں وہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔

اس آخری آیت میں ضمنی طور پر اشارہ ہوا ہے اس جانب بھی کہ کسی بگڑی ہوئی مسلمان قوم میں جو کوئی بھی اصلاح کا بیڑہ اٹھا کر آمادۂ عمل ہو اس کو ندا لگانی چاہیئے کہ "مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط" (کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد پر کمر بستہ ہو؟) —— پھر جو لوگ اس کی صدا پر لبیک کہیں وہ آپ سے آپ

ایک غطری جماعت کی صورت اختیار کرلیں گے!

آخر میں ایک اشارہ اور بس ـــــــ پوری سورۃ الصف اصل میں تشریح و تفصیل ہے اُمُّ المُسَبِّحَات یعنی سورۃ الحدید کی آیت ۲۴ کی، اس اجمال کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

☆ ☆ ☆

'جہاد فی سبیل اللہ' ایک نظر میں

(ا) سہ حرفی مادّہ (ROOT) : جہد یعنی کوشش، اُردو میں جد و جہد عام طور پر مستعمل ہے۔ انگریزی میں : " TO EXERT ONE'S UTMOST "

(ب) جہاد یا مجاہدہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے خواص میں مشارکت اور مقابلہ دونوں شامل ہیں۔ یعنی 'کش مکش'۔ انگریزی میں : " TO STRUGGLE HARD "

(ج) ظاہر ہے کہ اس کوشش یا کش مکش میں جسمانی قوتیں اور صلاحیتیں بھی کھپتی ہیں اور مال بھی صرف ہوتا ہے۔ چنانچہ حکمِ جہاد کے ساتھ بالعموم اضافہ ہوتا ہے " بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ " کے الفاظ کا!

(د) پھر یہ بھی لازم ہے کہ یہ کوشش یا کشمکش کسی معیّن مقصد کے لیے ہو جس کو ظاہر کیا جاتا ہے " فی سبیل " کے الفاظ سے۔ گویا اگر کوشش یا کشمکش نفسانی اغراض کے لیے ہو تو یہ 'جہاد فی سبیل النّفس' ہوگا۔ علیٰ ہٰذا القیاس جہاد فی سبیل الوطن بھی ہو سکتا ہے اور فی سبیل القوم بھی، فی سبیل الاشتراکیہ بھی ہو سکتا ہے اور فی سبیل الجمہوریہ بھی، فی سبیل الشیطٰن بھی ہو سکتا ہے اور فی سبیل الطاغوت بھی اور ان سب سے جدا اور ہر اعتبار سے منفرد ہے "جہاد فی سبیل اللہ!"

(ھ) جہاد فی سبیل اللہ:

نقطۂ آغاز یا "جہادِ اکبر" ـــــــ 'مجاھدہ مع النفس'

'غایتِ اُولیٰ' یا مقصدِ اوّلین ـــــــ 'شھادت علی النّاس'

'غایتِ قُصوٰی' یا آخری منزل ـــــــ 'اِظہارُ دِینِ الْحَقِّ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ'

حصہ چہارم

درس چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی طریق کار

یا

انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

مع اضافی مضامین

- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں
  - خصوصی ——— "اُمّیین" کی جانب
  - عمومی ——— جملہ ——— "اٰخرین"
- حاملِ کتاب اُمّت کی ذمّہ داریاں
  - ان سے اعراض و رُوگردانی پر سزا و عقوبت
  - اس ضمن میں یہود کی مثال!
- انبیاء کرام کی اُمّتوں میں عملی اضمحلال و اخلاقی زوال کا اصل سبب
  - اللہ کے چہیتے ہونے کا زعم
  - اصل فیصلہ کن بات: زندگی عزیز تر ہے یا موت؟
- حکمت و احکامِ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست

الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

حکمتوں والا ☆ وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے انکو اسکی

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

آیتیں اور انکو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے انکو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

صریح بھول میں اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں کے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی

الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

زبردست حکمت والا ☆ یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل

الْعَظِيْمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ

بڑا ہے ☆ مثال ان لوگوں کی جن پر لادی توریت پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے مثال گدھے کی کہ پیٹھ پر لیجاتا ہے

اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

کتابیں بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو اور اللہ راہ نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ

بے انصاف لوگوں کو ☆ تو کہہ اے یہودی ہونے والو اگر تم کو دعویٰ ہے کہ تم دوست ہو

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ

اللہ کے سب لوگوں کے سوائے تو تم آرزو کرو اپنے مرنے کی اگر تم سچے ہو ☆ اور وہ کبھی نہ مانگیں گے

اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٧﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

اپنا مرنا ان کاموں کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں سب گنہگار ☆ تو کہہ موت وہ

الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ

جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے

الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٨ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

جاننے والے کے پاس پھر جتلا دیگا تم کو جو تم کرتے تھے اے ایمان والو جب

نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا

اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو

الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٩ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ

خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے پھر جب تمام ہو چکے نماز

فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝١٠ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَ

تاکہ تمہارا بھلا ہو اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور

تَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَ

تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور

اللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝١١

اللہ بہتر ہے روزی دینے والا

سورۃ الجمعہ کا 'عمود' اس کی آیت ۲ سے متعین ہوتا ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی طریق کار یا 'اساسی منہج عمل' بیان ہوا ہے۔ یعنی "يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ!" ــــ (لوگوں کو اللہ کی آیات سنانا، اُن کا تزکیہ کرنا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا!)

الحمد للہ! کہ راقم الحروف نے جہاں سورۃ الصف کی مرکزی آیت پر مفصل و مدلل کلام کیا ہے۔ "نبی اکرمؐ کا مقصدِ بعثت!" نامی کتابچے میں، وہاں سورۃ الجمعہ کی اس مرکزی آیت پر بھی کافی وشافی بحث سپردِ قلم کر دی ہے۔ اپنے اس مقالے میں جو "انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج!" کے عنوان سے متذکرہ بالا کتاب میں بھی شامل ہے اور علیحدہ مطبوعہ بھی موجود ہے۔ بہر نوع اس مقام پر اس کے اعادے کی چنداں حاجت نہیں!

عمود کی تعیین کے بعد اس سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ بہت آسان ہے۔ سورۃ الصف کی طرح سورۃ الجمعہ کا پہلا رکوع بھی دو حصّوں پر مشتمل ہے جبکہ اس کا دوسرا رکوع جو بالکل سورۃ الصف کی مانند " یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا " کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے، فی نفسہٖ ایک مکمل مضمون لیے ہوئے ہے۔ اس طرح باعتبارِ مضامین اس سورۂ مبارکہ کے بھی تین حصے ہوتے :

حصّۂ اوّل چار آیات پر مشتمل ہے :

● پہلی آیت سورۃ الصف کے مانند ایک نہایت پُرجلال تمہید پر مشتمل ہے جس میں بات اصلاً وہی بیان ہوئی ہے جو سورۃ الصف کی پہلی آیت میں وارد ہوتی ہے ـــــــ صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہاں " سَبَّحَ " تھا یعنی فعل ماضی اور یہاں " یُسَبِّحُ " ہے یعنی فعل مضارع جو شامل ہے حال اور مستقبل دونوں کو۔ ان دونوں کو جمع کر لیا جائے تو 'زمان' کا کامل احاطہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف : مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے گویا کون و مکان کی کُل وسعت مراد ہے ـــــ اس طرح تسبیح باری تعالیٰ زمان و مکان کی جملہ وسعتوں کا احاطہ کر لیتی ہے۔

اس آیۂ عظیمہ میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے چار اسماءِ حُسنیٰ آتے ہیں، جو ایک بہت غیر معمولی بات ہے اس لیے کہ عام طور پر آیات کے اختتام پر اسماءِ باری تعالیٰ دو، دو کے جوڑوں ہی کی صورت میں آتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب عمود والی آیت ہے جس میں آنحضورؐ کے اساسی منہجِ عمل کے بیان کے ضمن میں چار امور کا ذکر ہے ـــــــ اور آنحضورؐ کی یہ چاروں شانیں دراصل عکس ہیں، اللہ تعالیٰ کے چار اسماءِ حُسنیٰ کا ! "تلاوتِ آیات" میں نقش ہے شہنشاہِ ارض و سماء (اَلْمَلِكُ) کے فرامین (PROCLAMATIONS) کو بآوازِ بلند پڑھ کر سنانے کا ـــــ عمل "تزکیہ" میں عکس جھلکتا ہے اللہ کی قدوسیت کا (اَلْقُدُّوْس) "تعلیمِ کتاب" یعنی احکامِ شریعت اور قوانینِ حلال و حرام کی تعلیم میں ظہور ہوتا ہے اللہ کے اختیارِ مطلق کا یعنی یہ کہ وہ جو چاہے حکم دے۔ (اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ) اور یہی مفہوم ہے اللہ کے "اَلْعَزِیْزُ" ہونے کا ـــــ اور "تعلیمِ حکمت" کا تعلق ہے اللہ کے نامِ نامی و اسمِ گرامی "اَلْحَکِیْمُ" سے !

● دوسری آیت جہاں اصلاً بحث کرتی ہے آنحضورؐ کے اساسی منہجِ انقلاب سے وہاں ضمنی طور پر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضورؐ "اُمِّیّٖن" ہی میں سے اٹھائے گئے اور آپؐ کی بعثت بھی اوّلاً و اصلاً ان ہی کی جانب تھی۔ یہ گویا آپؐ کی "بعثتِ خصوصی" ہے !

● تیسری آیت نے آپؐ کی "بعثتِ عمومی" کو واضح کر دیا، جو "اِلیٰ کَآفَّۃٍ لِّلنَّاس" ہے اور رُوئے ارضی پر بسنے والی کل اقوام و مِلل عالم ــــــ اور تا قیامِ قیامت جملہ ادوارِ تاریخ نوعِ بشر کو محیط ہے: "اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ" کے الفاظ عجب وصل مع الفصل کی سی کیفیت کے حامل ہیں کہ اگرچہ وہ تمام اقوام جو بعد میں اس اُمّت میں شامل ہوں گی "ملت کی وحدت میں گم" ہوتی چلی جائیں گی اور اس طرح ایک ہی اُمّتِ مسلمہ کے اجزائے لاینفک بنتی چلی جائیں گی لیکن مقام اور مرتبے کے اعتبار سے اوّلیت کا جو شرف "اُمِّیِّیْن" کو حاصل ہو گیا ہے اس میں کوئی دوسری قوم اُن کی شریک نہیں ہو سکتی اور اس اعتبار سے باقی سب کا شمار بہرحال "اٰخَرِیْنَ" ہی میں ہو گا۔

● چوتھی آیت نے اس فضیلت کے باب میں اٹل ضابطہ بیان فرما دیا، کہ یہ خالصۃً اللہ کی دین ہے جسے چاہے دے! کسی کو اس پر نہ حسد کرنا چاہیے نہ افسوس! اللہ کا سب سے بڑا فضل تو ہوا نبی اکرمؐ پر (اِنَّ فَضْلَہٗ کَانَ عَلَیْکَ کَبِیْرًا) اس کے بعد فضیلت کا درجہ مل گیا بنی اسمٰعیل کو جن میں سے آپؐ اٹھائے بھی گئے اور جن کی جانب آپؐ کی اوّلین بعثت بھی ہوئی۔ چنانچہ اُن ہی کی زبان میں نازل ہوا اللہ کا آخری اور ابدی و سرمدی کلام ــــــ اور اِن ہی کے رسوم و رواج اور اطوار و عادات میں قطع و برید اور کمی بیشی کے ذریعے تیار ہوا اللہ کی آخری اور کامل شریعت کا تانا بانا! اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن کی حد تک جملہ فرائض نبوت و رسالت ادا کیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس! ع: "یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے"! اس کے بعد ایک عمومی درجہ فضیلت ہے جو حاصل ہے ہر اُمتیِ رسولؐ کو، خواہ وہ مشرقِ بعید کا زرد رُو انسان ہو خواہ افریقہ کا سیاہ فام ــــــ اور خواہ ہندی ہو خواہ ایرانی ــــــ اور خواہ ہزار سال پہلے پیدا ہو خواہ آج یا آج کے بعد بھی!

حصّہ دوم بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے، اور اس میں بھی سورۃ الصّف کے عین مانند بنی اسرائیل کا کردار زیرِ بحث آیا ہے اور اس ضمن میں اس سورت میں لامحالہ طور پر ان کے کردار کے اسی رُخ کی نقاب کشائی کی گئی ہے جو اس کے محور سے مناسبت رکھتا ہے!

حصّہ اوّل میں بیان شدہ مضامین کا لُبِّ لُباب یہی تو ہے کہ آنحضورؐ کا کُل منہجِ عمل گھومتا ہے قرآن مجید کے گرد، اسی کے ذریعے انذار و تبشیر اور اسی کی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے آپؐ نے اہلِ عرب کی کایا بھی پلٹ دی اور جزیرہ نمائے عرب کی حد تک انقلابِ اسلامی کی تکمیل بھی فرما دی۔ اگر آپؐ کی بعثت صرف "اُمِّیِّیْن" کے لیے ہوتی تو گویا اس پر جملہ فرائضِ رسالت کی تکمیل ہو جاتی لیکن آپؐ مبعوث ہوئے تھے پورے کرۂ ارضی اور جمیع نوعِ انسانی کے لیے ــــــ لہٰذا بعثتِ محمدیؐ کے اس دوسرے مرحلے

کے فرائض سپرد ہوتے اُمتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے "حامل" اور "وارث" (وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ (سورۃ الشوریٰ) ہوئی کتابِ الٰہی کی جو لوگوں کے قلوب و اذہان کی تبدیلی کے ضمن میں "نسخہ کیمیا" ہے اور نظامِ زندگی پر دینِ حق کو غالب و نافذ کرنے کے ضمن میں "آلۂ انقلاب"! اب اگر اُمت اس کتابِ الٰہی ہی کو پس پشت ڈال دے تو یہ گویا اصل میں بحیثیت اُمت اپنے جملہ فرائضِ منصبی سے رُوگردانی کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہی پیشگی تنبیہ تھی جو آنحضورؐ نے اُمتِ مسلمہ کو فرمائی تھی کہ: یَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ (البیہقیؒ عن عبیدۃ الملیکیؓ) یعنی "اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بنالینا۔ (جو پیٹھ پیچھے رکھا جاتا ہے!) ___ اور یہی تنبیہ ہے جو قرآن مجید کی ان سورتوں کے گروپ کے عام اُسلوب کے مطابق یہاں یہود کی عبرت انگیز مثال کے ذریعے کی جارہی ہے ___ یعنی "بے شک وہ لوگ جو حاملِ تورات بنائے گئے تھے، پھر انہوں نے اس کی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا، اُس گدھے کے مانند ہیں جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہو!" ___ اور اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے یہ بھی واضح فرما دیا کہ ___ (i) کتابِ الٰہی کے ساتھ یہ طرزِ عمل اس کی تکذیب کے مترادف ہے اور (ii) اس کی نقد سزا جو اسی دنیا میں ملتی ہے وہ اللہ کی توفیق و ہدایت سے محرومی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ!!

راقم الحروف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اُس نے اُس کے قلم سے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" ایسی تحریر نکلوا دی جس کو عوام و خواص سب نے پسند کیا اور جسے بعض اہلِ علم و فضل نے اس موضوع پر حرفِ آخر بھی قرار دیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست ___ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

فللہ الحمد والمنۃ ___ بہرحال یہاں صرف اس ربطِ کلام کی وضاحت کافی ہے۔ اس مضمون کی تفاصیل متذکرہ بالا کتابچے میں دیکھی جائیں!

حصہ دوم کی دوسری اہم بات اِس مرض کی تشخیص ہے جس کے باعث کوئی مسلمان اُمت جہاد و قتال سے بھی پیٹھ موڑ لیتی ہے اور خود کتابِ الٰہی سے بھی محجوب و مہجور ہو جاتی ہے! ___ یعنی خدا کے محبوب اور چہیتے ہونے کا زعم! (نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ) ___ اور ساتھ ہی اس زعمِ باطل کی تردید و ابطال کے لیے عملی کسوٹی (PRACTICAL TEST) کی تعیین بھی فرما دی، یعنی یہ کہ اپنے دل میں جھانک کر دیکھو! موت عزیز تر ہے یا طولِ حیات؟ چنانچہ فوراً ہی اُن کا پول بھی کھول دیا گیا کہ یہ موت سے انتہائی خائف اور گریزاں ہیں اور طولِ عمر کے حد درجہ شائق و دلدادہ (تقابل کے لیے دیکھئے اِن آیات کا مثنیٰ سورۃ البقرہ

میں آیاتِ ۹۴ تا ۹۶) آخر میں نہایت زوردار الفاظ اور زجر و توبیخ کے انداز میں فرمادیا کہ خواہ تم موت سے کتنا ہی بھاگو وہ وقتِ معین پر تمہارے سامنے آکھڑی ہوگی اور پھر تم لوٹائے جاؤ گے اس عالم الغیب والشہادہ کی جانب جو تمہارا سارا کچا چٹھا تمہارے سامنے کھول کر رکھ دے گا۔

واضح رہے کہ ان آیات میں اصلاً مطلوب نہ یہود کو دعوت ہے نہ ملامت، یہ کام تو بتمام و کمال سورۃ البقرہ میں ہو چکا ہے ــــــ یہاں یہ دراصل ع: "گفتہ آید در حدیثِ دیگراں!" کے انداز میں اُمتِ مسلمہ کو پیشگی طور پر خبردار کرنے کے لیے ہے! اور یہی ہے وہ بات جو آنحضورؐ نے اُس حدیث میں بیان فرمائی، جس میں آپؐ نے خبردی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اقوامِ عالم تم پر ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے کسی دعوتِ طعام کا اہتمام کرنے والا دسترخوان چُنے جانے پر مہمانوں کو بلایا کرتا ہے۔ اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ: "اَمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ!" یعنی اے اللہ کے رسولؐ! کیا یہ صورتِ حال ہماری تعداد کی کمی کے باعث ہوگی؟ تو جواباً آپؐ نے ارشاد فرمایا: "نہیں تعداد تو تمہاری بہت ہوگی لیکن تم سیلاب کے اُوپر کے جھاگ کے مانند ہو کر رہ جاؤ گے۔ اس لیے کہ تم میں "وھن" پیدا ہو جائے گا۔ پھر جب صحابہؓ نے پوچھا: "وَمَا الْوَھْنُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ؟" اے اللہ کے رسولؐ! یہ "وھن" کیا ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ!" دنیا کی محبت اور موت سے نفرت و کراہت! (رواہ ابوداؤد و احمد ابن حنبل رحمہما اللہ)

حصّہ سوم یا دُوسرا رکوع کُل کا کُل حکمت و احکامِ جمعہ پر مشتمل ہے۔ یہود کی شریعت میں 'سبت' کے احکام بہت سخت تھے۔ اس پُورے دن کے دَوران کاروبارِ دنیوی مطلقاً حرام تھا اور حکم تھا کہ یہ پورا دن ذکر و شغل، تسبیح و تہلیل اور عبادت و ریاضت میں بسر کیا جائے۔ اُمتِ مسلمہ کی خوش بختیوں کا کیا ٹھکانا کہ:

اوّلاً ــــ اسے اس اصل فضیلت والے دن کی جانب از سرِ نَو رہنمائی ملی جو ہفتہ کے دنوں کا سردار ہے، اور جسے یہود نے اپنی ناقدری کے باعث کھو دیا تھا۔

ثانیاً ــــ حرمتِ بیع و شرا کا حکم صرف ایک تھوڑے سے وقفے تک محدود کر دیا گیا یعنی اذانِ جمعہ (اور وہ بھی اذانِ ثانی) سے لے کر نماز کے ادا ہو جانے تک! اس سے قبل اور اس کے بعد کے لیے ترغیب و تشویق تو نہایت زوردار ملتی ہے کہ اس پُورے دن کو دین ہی کے لیے وقف کیا جائے (جیسا کہ بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے) لیکن اسے فرض نہیں کیا گیا۔

ثالثاً ــــ جمعہ کا پروگرام ایسا مرتب فرمایا گیا یعنی خطبہ و نماز کی ترتیب ایسی حسین رکھی

گئی کہ وہ: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى " کی کامل تصویر بن گئی۔ کہ پہلے کوئی نائبِ رسولؐ، منبرِ رسولؐ پر کھڑے ہو کر فریضۂ تذکیر سرانجام دے (یہی حکمت ہے اس میں کہ آنحضورؐ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بالعموم سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے، جن میں اسی 'تذکیر' کا حکم نہایت تشدد سے آیا ہے یعنی: "فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝" سورۃ الاعلیٰ اور فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ سورۃ الغاشیہ) اور پھر مسلمان اللہ کے حضور میں دست بستہ ہو جائیں اور نماز ادا کریں۔

ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جمعہ کے اس پروگرام میں اصل اہمیت خطبۂ جمعہ کی ہے۔ اس لیے کہ نماز تو ویسے بھی روزانہ پانچ بار پڑھی جاتی ہے اور خود نمازِ جمعہ بھی نمازِ ظہر کے قائم مقام ہے جس کی بجائے دو کے چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اس حقیقت کی جانب اشارہ سورۃ الجمعہ کی آخری آیت میں بھی ہے جس میں بعض مسلمانوں پر اس لیے عتاب فرمایا گیا کہ انہوں نے خطبۂ جمعہ کی اہمیت کو محسوس نہ کیا اور حکمِ جمعہ والی آیت میں بھی ہے جس میں: "فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ" کے الفاظ وارد ہوئے اور ظاہر ہے کہ ذکر کا اطلاق اگرچہ نماز پر بھی درست ہے تاہم یہاں بدرجۂ اولیٰ اس 'تذکیر' پر ہے جو اصل غرض و غایتِ خطبہ ہے۔ لیکن اس کی قطعی و حتمی تعیین ہوتی ہے اس حدیث شریف سے جس میں جمعہ کے لیے جلد آنے کی فضیلت کے درجات بیان ہوئے ہیں اور آخر میں فرمایا گیا ہے کہ:

فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَرُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَاجْتَمَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَاءَ لِحَقِّ الصَّلٰوةِ لَيْسَ لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ شَيْءٌ۔

(ترجمہ: جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو (حاضری کے) رجسٹر لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور قلم اٹھا لیے جاتے ہیں اور فرشتے منبر کے پاس توجہ سے خطبہ سننے کے لیے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو جو شخص اس کے بعد آیا وہ صرف نماز ادا کرنے کے لیے آیا ہے جمعہ کی فضیلت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے!) (موطا امام مالکؒ بحوالہ احیاء علوم الدین للامام غزالیؒ)

جب یہ واضح ہو گیا کہ جمعہ کی اصل فضیلت خطبہ کی وجہ سے ہے اور خطبہ کی اصل غرض و غایت ہے 'تذکیر'، تو واضح ہونا چاہیے کہ 'تذکیر' کے ضمن میں قرآن مجید میں صریح حکم وارد ہوا ہے کہ: فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ (سورۂ قٓ آخری آیت) چنانچہ حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبۂ جمعہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت جابر ابن سمرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے کہ: ـــــ آنحضورؐ کے

دو خطبے ہوتے تھے جن کے مابین آپؐ (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور (خطبہ میں) آپؐ قرآن کی قراءت فرمایا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تذکیر فرمایا کرتے تھے"! ـــــ درحقیقت نظامِ جمعہ کے ذریعے اُمّت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسی عمل کو دوام اور تسلسل عطا کیا گیا ہے جو اس سورۃ مبارکہ کی آیت ۲ میں "یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" کے عظیم اور بابرکت الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ گویا اجتماعِ جمعہ کی حیثیت اس "حزبُ اللہ" کے ہفتہ وار اجتماع کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصدِ بعثت کی تکمیل یعنی "اظہارِ دینِ حق علی الدین کلّہ" کے لیے قائم ہوا اور اس کا اہم ترین پروگرام قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت اور اس کے علوم و معارف کی تعلیم و تلقین ہے اس لیے کہ اس 'جماعت' کا اصل اور دائم و قائم اور غیر مبدل و غیر محرّف "لٹریچر" قرآن حکیم ہی ہے۔

اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اس سورۂ مبارکہ کے تینوں حصّے خود بھی ایک معنوی لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ سورۂ ماقبل کے ساتھ مل کر ایک حسین و جمیل معنوی وحدت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، جس میں آنحضورؐ کا مقصدِ بعثت بھی بیان ہو گیا، اس کی تکمیل کے لیے پُرزور دعوتِ سعی و عمل بھی آ گئی اور اس کے لیے صحیح لائحۂ عمل اور طریقِ کار بھی واضح ہو گیا ـــــ فَلَهُ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ!

سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ کی رُو سے 'ایمانِ حقیقی' کے دو ارکان ہیں :—

یقینِ قلبی ——— اور ——— جہاد فی سبیل اللہ

اور سورۃ الصّف اور سورۃ الجمعہ کی رُو سے اسلام کی دو عظیم ترین حقیقتیں ہیں :

جہاد فی سبیل اللہ اور قرآنِ حکیم

گویا — • قرآن منبع و سرچشمہ ہے ایمان کا

• ایمان کا مظہرِ اتم ہے جہاد

اور — • جہاد کا مرکز و محور ہے قرآن !

اس طرح یہ عمل ایک گول زینے کے مانند بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتے گا

تا آنکہ "لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا" کی منزل آجائے !

(اس موضوع پر راقم الحروف کی ایک تحریر جو اولاً 'میثاق' بابت دسمبر ۷۵ء کے اداریے کے طور پر شائع ہوئی تھی)

واقعہ یہ ہے کہ 'بَدْءُ الْإِسْلَامِ' میں دین کی اصل اساسی اور بنیادی حقیقتیں دو ہی تھیں — ایک قرآنِ حکیم جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی جدوجہد کے ضمن میں 'آلۂ انقلاب' کی حیثیت حاصل ہے بقول مولانا حالی ؒ —

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا   اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع عنوان ہے آپ کی اس جدوجہد کے مختلف مدارج و مراحل کا۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید ہی کی گرج اور کڑک تھی جس نے نیند کے ماتوں کو جگایا اور خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے والوں کو بیدار کیا۔ چنانچہ "وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝" اور "اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝" کی چونکا دینے والی صدائیں اور "اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝" اور "اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝" کی بیدار کن ندائیں ہی تھیں جنہوں نے پورے عرب میں ہلچل مچادی اور "عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِیْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝" کی کیفیت پیدا کر دی بقول مولانا حالی ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادیؐ — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

پھر ــــــ اسی کی آیاتِ بیّنات تھیں جنہوں نے "هُوَ الَّذِیْ يُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۝ (الحدید: ۹)" کے مصداق انسانوں کو شرک، الحاد، مادہ پرستی، حُبِّ عاجلہ اور حیوانیتِ محضہ کے "ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" ایسے مہیب اور ہولناک اندھیروں سے نکال کر ایمان اور یقین کی روشنی سے بہرہ ور فرمایا۔ چنانچہ وہ ایک طرف عرفانِ الٰہی اور محبتِ خداوندی سے سرشار یعنی مستِ بادۂ الست ہو گئے اور دوسری طرف دنیا و مافیہا ان کی نگاہوں میں مچھر کے پر سے بھی حقیر تر ہو گئے اور وہ کلیۃً طالبِ عقبیٰ بن گئے۔

مزید براں ــــــ وہی تھا جو "مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ" بھی بن کر آیا، اور "شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ" بھی! چنانچہ اُسی کے ذریعے لوگوں کا تزکیۂ نفس بھی ہوا اور تصفیۂ قلب و تجلیۂ رُوح بھی!

گویا انذار ہو یا تبشیر، تبلیغ ہو یا تذکیر، موعظت ہو یا نصیحت، تعلیم ہو یا تربیت، تزکیہ ہو یا تصفیہ، تجلیہ ہو یا تنویر ــــــ الغرض تطہیر ہو یا تعمیر محمدٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا عمل دعوت و اصلاح قرآن مجید ہی کے گرد گھومتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں ایک نہ دو پورے چار مقامات پر آنحضورؐ کے منہجِ انقلاب کو جن اساسی اصطلاحات کے ذریعے واضح کیا گیا ہے اُن کا اوّل و آخر خود قرآن مجید ہی ہے۔ بفحوائے الفاظِ قرآنی:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ	سناتا ہے انہیں اُس کی آیات اور پاک
يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ	کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے انہیں
وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ: ۲)	کتاب اور حکمت!

قرآن کا کارنامہ، ایک جملے میں بیان کیجئے، تو یہ ہے کہ اس نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا اور توحید، معاد اور رسالت پر یقینِ محکم کی کیفیت پیدا کر دی، لیکن اس سے اُس ہمہ گیر تبدیلی کا اندازہ نہیں ہوتا جو قرآنِ حکیم کے بدولت اُن کی زندگیوں میں برپا ہو گئی تھی، اس لیے کہ قرآن نے اُنؓ کا فکر بدلا، سوچ بدلی، نقطۂ نظر بدلا، اقدار بدلیں، عزائم بدلے، اُمنگیں بدلیں، شوق بدلے، دل چسپیاں بدلیں، خوف بدلے، اُمیدیں بدلیں، اخلاق بدلے، کردار بدلے، خلوت بدلی، جلوت بدلی، انفرادیت بدلی، اجتماعیت بدلی، دن بدلا، رات بدلی حتیٰ کہ "تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ" کے مصداق آسمان بدلا، زمین بدلی، الغرض پوری کائنات بدل کر رکھ دی ـــــ اور اس پوری تبدیلی کا ذریعہ اور آلہ ہیں قرآنِ حکیم کی آیاتِ بیّنات! بقول علامہ اقبال:

بندۂ مومن زِ آیاتِ خداست ۔۔۔ ایں جہاں اندر برِ او چوں قباست
چوں کہن گردد جہانے در برش ۔۔۔ می دہد قرآں جہانے دیگرش!

تبدیلی اگر حقیقی اور واقعی ہو تو اُس کی کوکھ سے لازماً تصادم اور کشمکش جنم لیتے ہیں جن کے مراحل تبدیلی کی نوعیت اور مقدار کی نسبت سے کم و بیش ہو سکتے ہیں۔ ایمان نے جو تبدیلی صحابۂ کرامؓ میں پیدا کی اُس نے جس تصادم اور کشمکش کو جنم دیا اُس کے جملہ مدارج و مراحل کا جامع عنوان ہے "جہاد فی سبیل اللہ"۔

اس تصادم اور کشمکش کا اوّلین ظہور انسانوں کی اپنی شخصیت کے داخلی میدانِ کارزار میں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ "مجاہدہ مع النفس" کو "افضل الجہاد" قرار دیا گیا[1] پھر جب ایمان اشخاص کے باطن میں اس طرح راسخ اور مستولی ہو گیا کہ ریب اور تشکک کے کانٹے نکل گئے تو اب اُسی جہاد و مجاہدہ کا ظہور عالمِ خارجی میں ظالموں، سرکشوں اور خدا کے باغیوں سے کشمکش اور تصادم کی صورت میں ہوا جس کا مقصد قرار پایا "تکبیرِ رب"[2] یعنی اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار و اعلان اور اس کی حاکمیتِ مطلقہ کا بالفعل قیام و نفاذ تا کہ "اُس کی مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو"[3] ـــــ اور اس کی آخری منزل ہے "قتال فی سبیل اللہ" جس کا منتہائے مقصود معیّن ہوا ان الفاظ میں کہ:

---

[1] آنحضورؐ سے دریافت کیا گیا "اَیُّ الْجِھَادِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اَنْ تُجَاھِدَ نَفْسَکَ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ"!

[2] الفاظِ قرآنی کی رُو سے۔ "وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ" (المدثر: ۳) اور بقول علامہ اقبال

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل ۔۔۔ یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مسلکِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست ۔۔۔ یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات!

[3] سیدنا مسیح علیہ السلام کے الفاظ۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ	اور جنگ کرتے رہو ان سے یہاں تک کہ
فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ	"فتنہ" بالکل فرو ہو جائے اور اطاعت
كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال: ۳۹)	کلیتۃً اللہ ہی کی ہو لے گی!

ایمان و یقین اور جہاد و قتال کا یہی وہ لزوم باہمی ہے جس کو نہایت واضح اور دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا گیا قرآن حکیم کی اس آیۂ مبارکہ میں:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا	پر اور اس کے رسولؐ پر پھر شک میں نہ
وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ	پڑے اور جہاد کرتے رہے اللہ کی راہ میں
اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ	اور کھپاتے رہے اس میں اپنے اموال
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات: ۱۵)	اور اپنی جانیں حقیقت میں یہی ہیں سچے!

واضح رہے کہ اس آیۂ مبارکہ کے اوّل و آخر حصر کا اسلوب بھی ہے اور آیۂ ماقبل میں حقیقی ایمان' اور 'قانونی اسلام' کے مابین فرق و امتیاز کا مضمون بھی۔ گویا مومنِ صادق کی جامع و مانع تعریف قرآن حکیم کی کسی ایک آیت میں مطلوب ہو تو وہ یہی آیت ہے۔

الغرض قرآن کے اصل حاصل ہیں ایمان اور یقین اور ان کا لازمی نتیجہ ہیں: جہاد اور قتال۔ ان میں سے ایمان و یقین اصلاً ایک معنوی حقیقت اور داخلی کیفیت کا نام ہیں، چنانچہ عالمِ خارجی میں اسلام کی دو عظیم ترین اور نمایاں ترین حقیقتیں ہیں قرآن اور جہاد۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں ایمانِ حقیقی کی مستقل علامتوں (SYMBOLS) کی حیثیت رکھتے ہیں اور مردِ مومن کی شخصیت کا جو ہیولیٰ تخیل اور تصور میں ابھرتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار نظر آتی ہے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور خلافتِ راشدہ کے دوران اسلام کی 'نشأۃ اولیٰ' یا غلبۂ دینِ حق کا دورِ اوّل بلا شائبۂ ریب و شک، نتیجہ تھا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق قرآن اور جذبۂ جہاد کا ——— لیکن یہ بھی ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ جیسے ہی اسلام نے ایک مملکت اور سلطنت کی صورت اختیار کی اِن دونوں کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی۔ اور ایسا ہونا ایک حد تک منطقی اور فطری بھی تھا۔ اس لیے کہ ایک طرف تو کسی مملکت یا سلطنت میں اوّلین و اہم ترین مسئلہ شہریت کا ہوتا ہے جو ایک خالص قانونی مسئلہ ہے جس میں تمام تر بحث انسان کے 'ظاہر' سے ہوتی ہے 'باطن' سے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا گویا بقول علامہ اقبال مرحوم "بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے!" ——— مزید برآں اس کا

اصل موضوع نظم و نسق اور امن و امان کا ہوتا ہے جس کے اعتبار سے بنیادی اہمیت قانون اور ضابطے کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ مکارمِ اخلاق یا مواعظِ حسنہ کو۔ حتیٰ کہ اس اعتبار سے قصاص، عفو پر مقدم ہو جاتا ہے ——— اور دوسری طرف سلطنتوں اور مملکتوں کو، خواہ وہ اصولی اور نظریاتی ہی ہوں اصل سروکار اپنی حفاظت و مدافعت سے ہوتا ہے، اصولوں اور نظریات کی تبلیغ و اشاعت ہوتی بھی ہے تو ثانوی درجے میں اور حکومتوں کی مصلحتوں کے تابع رہ کر!

یہی وجہ ہے کہ جب اسلام مملکت اور سلطنت کے دَور میں داخل ہوا تو اصل زور (EMPHASIS) ایمان کے بجائے اسلام پر، یقین کے بجائے اقرار اور شہادت پر اور باطن سے بڑھ کر ظاہر پر ہو گیا۔ نتیجۃً قرآنِ حکیم کے بھی منبعِ ایمان اور سرچشمۂ یقین ہونے کی حیثیت مؤخر اور نگاہوں سے اوجھل ہوتی چلی گئی اور کتابِ قانون اور یکے از ادلۂ اربعہ[1] ہونے کی حیثیت مقدم اور مرکزِ توجہ بنتی چلی گئی۔ اور پھر جیسے جیسے مملکت اور سلطنت کے تقاضے پھیلتے گئے اور قانون کی عملداری وسیع ہوتی گئی قرآنِ مجید تو چار میں کے ایک کی حیثیت میں پس منظر میں گم[2] ہوتا چلا گیا اور توجہات حدیث اور فقہ پر مرتکز ہو کر رہ گئیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ علم اور حکمت کے میدان میں جو خلا اس طرح پیدا ہوا اُسے پُر کرنے کے لیے مصر و یونان کی جانب سے فلسفہ و منطق کی آندھیاں آئیں۔ نتیجۃً پورا عالمِ اسلام ارسطو کی منطق اور نو افلاطونی تصوف کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ یہاں تک کہ فلسفہ و اصولِ اخلاق کے لیے بھی مسلمانوں کو اغیار کے سامنے کاسۂ گدائی پیش کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا[3]! اور رفتہ رفتہ صورت یہ ہو گئی کہ قرآن نہ منبعِ ایمان رہا نہ سرچشمۂ یقین اور نہ مخزنِ اخلاق رہا نہ معدنِ حکمت ——— بلکہ صرف ایک ایسی "کتابِ مقدس" بن کر رہ گیا جس کے الفاظ یا تو حصولِ برکت اور ایصالِ ثواب کا ذریعہ بن سکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کے کام آ سکتے ہیں[4]۔ اور اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ:

---

[1] اصولِ شریعت چار ہیں: قرآن[1]، سنتِ رسول[2]، قیاس[3]، اجماع[4] انہیں ادلۂ اربعہ کہا جاتا ہے۔

[2] حضرت اکبرؔ کا بہت پیارا شعر ہے۔

صوم ہے ایمان سے، ایمان غائب صوم گم ——— قوم ہے قرآن سے، قرآن رخصت قوم گم

[3] اسی کا مرثیہ کہا مولانا رومؒ نے ان الفاظ میں ؎

چند خوانی حکمتِ یونانیاں ——— حکمتِ قرآنیہ را ہم بخواں

[4] (حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں!)

لَا یَبْقَیٰ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا	اسلام میں سے سوائے اُس کے نام کے اور
اسْمُہٗ وَلَا یَبْقَیٰ مِنَ الْقُرْاٰنِ	کچھ باقی نہ رہے گا اور قرآن میں سے سوائے
اِلَّا رَسْمُہٗ (مشکوٰۃ: کتاب العلم)	صورتِ الفاظ کے اور کچھ نہ بچے گا۔

بعینہٖ یہی معاملہ 'جہاد' کے ساتھ بھی ہوا، جب اصل زورِ ایمان پر نہ رہا بلکہ اسلام پر ہوگیا تو جہاد بھی جو ایمانِ حقیقی کا رکنِ رکین تھا خود بخود نگاہوں سے اوجھل ہوتا چلا گیا۔ اور ساری توجّہ ارکانِ اسلام پر مرتکز ہوگئی جن کی فہرست میں جہاد سرے سے شامل ہی نہیں ہے، گویا جہاد پر ظلم قرآن سے بھی بڑھ کر ہوا۔ اِس لیے کہ قرآن تو خواہ 'چار میں کے ایک' کی حیثیت ہی سے سہی بہرحال شریعت کے اصُولِ اربعہ میں شامل تو ہے، جہاد تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں شامل نہیں بلکہ نظامِ فقہ میں بھی اِس کی حیثیت فرضِ عین کی نہیں صرف فرضِ کفایہ کی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جہاد کا تصور بھی مسخ ہوگیا اور اس شجرۂ طیبہ کی شاخوں کو جڑ اور تنے سے جدا کر کے ہر ایک کو مختلف رنگ دے دیا گیا، چنانچہ ایک طرف جہاد مع النفس کا رُخ اعمال اور معاملات کی منجدھار سے پرے ہی پرے اذکار و اوراد اور نفسیاتی ریاضتوں اور ورزشوں کی راہِ یسیر (SHORT CUT) کے جانب موڑ دیا گیا اور دوسری طرف جہاد کو قتال کے ہم معنیٰ قرار دے کر اس کا مقصد مملکت کی سرحدوں کے تحفظ و دفاع اور بس چلے تو توسیع کے سوا کچھ نہ رہا۔ رہا شرک و ظلم، کفر و فسق اور زُور و منکر کی ہر صورت کے ساتھ مسلسل کشمکش اور تصادم اور حق و صداقت کے پرچار، نیکی اور راستبازی کی ترویج، کلمۂ توحید کی نشر و اشاعت اور دینِ حق کے غلبہ و اقامت کے لیے پیہم جدّ و جُہد اور اس کے لیے سمع و طاعت کے اصُول پر مبنی نظامِ جماعت کے قیام کا معاملہ — گویا فی الجملہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی منظم سعی جو ہر مومن کے لیے فرضِ عین کا درجہ رکھتی ہے تو وہ یا تو سرے سے خارج از بحث ہوگئی یا زیادہ سے زیادہ ایک اضافی نیکی قرار پا کر رہ گئی اور اس سے بالا ہی بالا اور ورے ہی ورے اسلام و ایمان اور تقویٰ و احسان کے جملہ مراحل طے پانے لگے!

اللہ! اللہ! کوئی فرق سا فرق ہے اور تفاوت سا تفاوت! ع "ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا!"

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایک تیسرا مصرف قرآن کا وہ ہے جو علامہ اقبال نے اس شعر میں بیان کیا: ؎

با یاتش ترا کارے جز ایں نیست | کہ از یاسینِ او آساں بمیری

[1] (ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے زندگی کے آخری سانس تک جہاد جاری رکھنے کی شرط پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے!

کے مصداق کجا وہ کیفیت کہ صحابہ کرامؓ جذبۂ جہاد سے سرشار، بیک زبان، رجزیہ انداز میں یہ شعر پڑھ رہے ہیں:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

کجا یہ حال کہ چودھویں صدی ہجری کے ایک مُتَنبّی اور اُس کی ذُرّیتِ صلبی و معنوی نے تو جہاد بالسّیف کو باقاعدہ منسوخ ہی قرار دے دیا۔ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا حال بھی عملاً کچھ زیادہ مختلف نہیں

ع "کہ رہوارِ یقین ما بصحرائے گماں گم شد"!

حصۂ چہارم

درسِ پنجم

اِعراض عَنِ الجہاد کی پاداش

نفاق

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ

(سورۃ التوبہ: ۷۷)

- اس مہلک مرض کی ہلاکت آفرینی! ■ اس کا سبب یا نقطۂ آغاز!
- اس کے درجات اور ان کی علامات!
- اس سے بچاؤ اور تحفّظ کی تدابیر اور اس کا مداوا و علاج!

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا اور اللہ جانتا ہے

إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ① اِتَّخَذُوْٓا

کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں انہوں نے رکھا ہے

أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ

اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے یہ لوگ بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں یہ

بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③ وَإِذَا

اس سے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہوگئے پھر مہر لگ گئی ان کے دل پر سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے اور جب

رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ

تو دیکھے ان کو تو اچھے لگیں تجھ کو ان کے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو ان کی بات کیسے ہیں جیسے کہ

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ

لکڑی لگا دی دیوار سے جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی وہی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

گردن مارے ان کی اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں اور جب کہیے ان کو آؤ معاف کرادے تم کو

رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤

رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور وہ غرور کرتے ہیں

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ

برابر ہے ان پر تو معافی چاہے ان کی یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کرے گا

اللّٰهُ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

ان کو اللہ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو وہی ہیں جو کہتے ہیں

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ

مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ متفرق ہو جائیں اور اللہ کے ہیں خزانے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧ يَقُوْلُوْنَ

آسمانوں کے اور زمین کے و لیکن منافق نہیں سمجھتے کہتے ہیں

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۚ وَلِلّٰهِ

البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دیگا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو اور زور

الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨

تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ

اے ایمان والو غافل نہ کردیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد

ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩ وَاَنْفِقُوْا

اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں اور خرچ کرو

مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ

کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے

رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ

اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا ع

الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١

نیک لوگوں میں ✩ اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ کسی جی کو جب آپہنچا اس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

حصّہ پنجم

مباحثِ صبر و مصابرت

درسِ اوّل

اہلِ ایمان کے لیے ابتلاء و امتحان سے گزرنا لازمی ہے

سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۴، سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۲ اور سورۃ التوبۃ کی آیت ۱۶ کی روشنی میں

درسِ دوم

ابتلاء و آزمائش کے دور میں اہلِ ایمان کے لیے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع، سورۃ الکہف کی آیات ۲۷ تا ۲۹، اور سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی روشنی میں

درسِ سوم

دورِ قتال فی سبیل اللہ کا آغاز: غزوۂ بدر

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

درسِ چہارم

کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ: غزوۂ اُحد

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹، اور ۱۳۹ تا ۱۴۸ کی روشنی میں

درسِ پنجم

ابتلاء و امتحان کا نقطۂ عروج: غزوۂ احزاب

سورۃ الاحزاب: رکوع ۲، ۳ کی روشنی میں

درسِ ششم

فتح و نصرت کا نقطۂ آغاز: صلح حدیبیہ

سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ ہفتم

دعوتِ محمدی ﷺ کے بین الاقوامی دور کا آغاز: غزوۂ تبوک

سورۃ التوبہ کی آیات ۳۸ تا ۵۲ کی روشنی میں

حصۂ پنجم

درس اوّل

اہلِ ایمان کے لیے ابتلاء و امتحان سے گزرنا لازمی ہے

سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۴،
سورۃ آلِ عمران کی آیت ۱۴۲ اور سورۃ التوبہ آیت ۱۶ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ

کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور

هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اُن کو جانچ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے اُن کو جو اُن سے پہلے تھے

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳

سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جھوٹوں کو

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ

کیا یہ سمجھتے ہیں جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ

بری بات طے کرتے ہیں جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو

اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ

اللہ کا وعدہ آرہا ہے اور وہی ہے سننے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اُٹھائے

فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶

سو اُٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ہم اُتار دیں گے اُن پر سے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٧

برائیاں اُن کی اور بدلا دینگے اُن کو بہتر سے بہتر ان کے کاموں کا

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ

اور ہم نے تاکید کردی انسان کو اپنے ماں باپ کو بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ کو زور کریں

لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں تو اُنکا کہنا مت مان مجھی تک پھر آنا ہے تم کو

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سو میں بتلا دونگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے

الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝٩ وَمِنَ النَّاسِ

کام ہم اُن کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں اور ایک وہ لوگ ہیں

مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اُس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں

النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کی اور اگر آ پہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ

تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے

الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝١١

جہان والوں کے اور البتہ معلوم کرے گا اللہ اُن لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغاباز ہیں

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ اور ہم اٹھالیں

خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ

تمہارے گناہ اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے اُن کے گناہ بیشک وہ

لَكٰذِبُوْنَ ۝١٢ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَ

جھوٹے ہیں ۞ اور البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے اور

لَيُسْــَٔـلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝١٣

البتہ اُن سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ جھوٹ بناتے تھے

سورۃ البقرہ: ۲۱۴

سورۃ ال عمران: ۱۴۲

سورۃ التوبۃ: ۱۶

حصۂ پنجم

درس دوم

ابتلاء و آزمائش کے دور میں

اہل ایمان کے لیے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع، سورۃ الکہف کی آیات ۲۷ تا ۲۹، اور سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ

تو پڑھ جو اُتری تیری طرف کتاب اور قائم رکھ نماز

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ

بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝45 وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ

اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر اس طرح پر

هِىَ اَحْسَنُ ڰ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ

جو بہتر ہو مگر جو اُن میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو

اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰـهُنَا وَاِلٰـهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ

اُترا ہمارے لئے اور اُترا تمہارے لئے اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک ہی کو ہے اور ہم اُسی کے

مُسْلِمُوْنَ ۝46 وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

حکم پر چلتے ہیں اور ویسی ہی ہم نے اُتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ

دی ہے وہ اُس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اُس کو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ

ہماری باتوں کو جو نافرمان ہیں اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب

وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ

اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو ملی ہے سمجھ اور منکر نہیں ہماری باتوں کے مگر وہی جو

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا

بے انصاف ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب کی تو کہہ

الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں

اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً

کہ ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت ہے

وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا

اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں

بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَآ اَجَلٌ

اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک عہد

مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

مقرر تو آپہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئیگی ان پر اچانک اور ان کو خبر نہ ہوگی

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ

جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو جس دن

يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ

گھیر لیگا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِيْ

چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے اے بندو میرے جو یقین لائے ہو میری زمین

وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ

کشادہ ہے سو مجھی کو بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر

إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

ہماری طرف پھر آؤ گے اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ان کو ہم جگہ دیں گے

مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ

بہشت میں جھروکے نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب

أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾ وَكَأَيِّنْ

ثواب ملا کام والوں کو ☆ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا اور کتنے

مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ

جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے سننے والا

الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ

جاننے والا اور اگر تو لوگوں کو پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ

سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں کو الٹے جاتے ہیں اللہ پھیلاتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بیشک اللہ ہر چیز سے

عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ

خبردار ہے اور جو تو پوچھے ان کو کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس

الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ

لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ

نہیں سمجھتے اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور

الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ فَإِذَا رَكِبُوا

پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی پھر جب سوار ہوئے

فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ

کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف

إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ

اُسی وقت لگے شریک بنانے ☆ تاکہ مکرتے رہیں ہمارے دیئے ہوئے کا اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب

يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

جان لیں گے کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اُچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ

اُن کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے اور اُس

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ

سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اُس تک پہنچے

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لیے اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

ہم سمجھا دیں گے اُن کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے

سورۃ الکہف: ۲۷ تا ۲۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ

اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے

كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾

رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی باتیں اور کہیں نہ پائیگا تو اُس کے سوائے چھپنے کو جگہ ۵

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو اُن کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ

طالب ہیں اُسکے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں اُنکو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی

الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ

دنیا کی اور نہ کہا مان اُس کا جسکا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا اپنی خوشی کے

وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن

اور اُس کا کام ہے حد سے بڑھ رہنا اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے

وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ

اور جو کوئی چاہے نہ مانے ہم نے تیار کر رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں اُن کو

سُرَادِقُهَا وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ

اُس کی قناتیں اور اگر فریاد کریں گے تو ملیگا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے منہ کو

بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾

کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام

مدنی دور کے آغاز میں اہلِ ایمان کو پیشگی تنبیہ

سورۃ البقرہ، آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾

اے مسلمانوں مدد لو ساتھ صبر اور نماز کے بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَ

اور نہ کہو اُن کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مُردے ہیں بلکہ وہ زندے ہیں

لَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ

لیکن تم کو خبر نہیں اور البتہ ہم آزمائینگے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان کر

مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ

مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشخبری دے اُن صبر کرنیوالوں کو ☆ کہ

إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾

جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں ☆

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں

الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ سیدھی راہ پر

حصّۂ پنجم

درس سوم

دورِ قتال فی سبیل اللہ کا آغاز

غزوۂ بدر

۱۷ رمضان المبارک ۲ھ

یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ

اور

ایمانِ حقیقی کے لوازم و ثمرات

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

ایمان رکھتے ہو ☆ ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ

ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُونَ ۝٢ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ ۝٣

بھروسا رکھتے ہیں ☆ وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہمنے جو انکو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

وہی ہیں سچے ایمان والے انکے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝٤ كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَ

اور روزی عزت کی جیسے نکالا تجھ کو تیرے رب نے تیرے گھر سے حق کام کے واسطے اور

إِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكٰرِهُونَ ۝٥ يُجٰدِلُونَكَ فِي الْحَقِّ

ایک جماعت اہل ایمان کی راضی نہ تھی ☆ وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝٦

اسکے ظاہر ہوچکنے کے بعد گویا وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ

اور جس وقت تم کو وعدہ کرتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ

جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کردے سچ کو

بِكَلِمٰتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِينَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ

اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے جڑ کافروں کی ☆ تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کردے

الْبٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝٨ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

جھوٹ کو اور اگرچہ ناراض ہوں گنہگار جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝٩

تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو کہ میں مدد کو بھیجونگا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے ☆

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَ

اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جاویں اس سے تمہارے دل اور

مَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝١٠

مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ زور آور ہے حکمت والا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا

جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا

وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے

آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ

جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو

آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ

ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو اُن کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک

يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

وہ گھر نہ چھوڑ آئیں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے اُنکی مدد کرنی

إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾

مگر مقابلہ میں ان لوگوں کے کہ اُن میں اور تم میں عہد ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اُس کو دیکھتا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم یوں نہ کروگے تو فتنہ پھیلے گا

فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا

ملک میں اور بڑی خرابی ہوگی اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور

وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ

لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے اُنکو جگہ دی اور اُنکی مدد کی وہی ہیں

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ

سچے مسلمان اُنکے لئے بخشش ہے اور روزی عزت کی اور جو

آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ

ایمان لائے اس کے بعد اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی تم ہی میں ہیں

وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ

اور رشتہ دار آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم میں تحقیق

اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

اللہ ہر چیز سے خبردار ہے

کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ

غزوۂ اُحد شوال ۳ھ

عارضی شکست اور شدید آزمائش

"وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ"

آزمائش کا مقصد: تمحیص و تمییز

اور

مومنینِ صادقین کا طرزِ عمل

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹، اور ۱۳۹ تا ۱۴۸ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ
اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے

لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ
ٹھکانوں پر اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ☆ جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے

اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا انکا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں مسلمان ☆

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

احسان مانو جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ ؕ بَلٰٓى ۙ اِنْ

رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترنے والے البتہ اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ

تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ

پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر اور یہ تو اللہ نے تمہارے

اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ

دل کی خوشی کی اور تاکہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اس سے اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ

طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا تاکہ ہلاک کرے بعضے کافروں کو یا ان کو ذلیل کرے

فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ

تو پھر جاویں محروم ہو کر تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دیوے

عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ

خدائے تعالیٰ یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں اور اللہ ہی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور

مَا فِى الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

جو کچھ کہ زمین میں ہے بخش دے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٩﴾ ع

بخشنے والا مہربان ہے

سورۃ آل عمران ۱۳۹ تا ۱۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر ہو تم ایمان رکھتے

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ

اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے اُن کو بھی زخم ایسا ہی اور یہ

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دن ہیں باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم انکو لوگوں میں اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ

اور کرے تم میں سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنیوالوں سے اور اس واسطے کہ پاک

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

صاف کردے اللہ ایمان والوں کو اور مٹادیوے کافروں کو کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ

جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ

ثابت رہنے والوں کو اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے

تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ

پہلے سو دیکھ لیا تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو

اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ

ایک رسول ہے ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا

قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ

مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے اُلٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا اُلٹے پاؤں تو ہرگز نہ

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْــــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دیگا شکرگزاروں کو اور کوئی مر

أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا ایک وقت مقرر اور جو کوئی چاہے بدلہ دنیا کا

نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي

دیویں اسکو دنیا میں سے اور جو کوئی چاہے بدلہ آخرت کا اس میں سے دیویں ہم اسکو اور ہم ثواب دینگے

الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ

حق ماننے والوں کو اور بہت سے نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب

فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَ

پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے خدا کی راہ میں اور نہ سست ہوئے ہیں اور

مَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ

نہ دب گئے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں کو اور کچھ نہیں بولے

إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَ

مگر یہی کہ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور

ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٤٧﴾ فَآتَاهُمُ اللَّهُ

ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر پھر دیا اللہ نے ان کو

ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾

حصۂ پنجم

درس پنجم

ابتلاء و امتحان کا نقطۂ عروج
اور نصرتِ الٰہی کا ظہور اور حالات کی فیصلہ کن تبدیلی

غزوۂ احزاب
ذوالقعدہ ۵ھ

"ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا"

لن یغزوکم قریش بعد عامکم ھذا ولکنکم تغزونھم (الحدیث)

اور

غزوۂ بنی قریظہ اور یہودِ مدینہ کا استیصال

سورۃ الاحزاب، رکوع ۲، ۳ کی روشنی میں

جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ

چڑھ آئیں تم پر فوجیں پھر ہم نے بھیجی اُن پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور ہے

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝٩ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ

اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھنے والا جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ

اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور پہنچ گئے دل گلوں تک اور

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝١٠ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑجھڑائے گئے

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝١١ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

زور کا جھڑجھڑانا اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝١٢ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا اور جب کہنے لگی ایک جماعت

مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ

اُن میں اے یثرب والو تمہارے لیے ٹھکانا نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا ایک فرقہ

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ

اُن میں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور وہ کھلے نہیں پڑے اُن

يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝١٣ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ

کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا اور اگر شہر میں کوئی گھس آئے اُن پر اس کے کناروں سے پھر

سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝١٤ وَلَقَدْ كَانُوْا

اُن سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی اور اقرار

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

کر چکے تھے اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی

مَسْئُوْلًا ۝١٥ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

پوچھ ہوتی ہے تو کہہ کچھ کام نہ آئے گا تمہارے بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے

وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝١٦ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے

إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوٓءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ

اگر چاہے تم پر برائی یا چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے

اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ

سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار اللہ کو خوب معلوم ہیں جو روکنے والے ہیں تم میں اور کہنے والے

لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً

اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی دریغ رکھتے ہیں

عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ

تم سے پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے ان کو کہ تکتے ہیں تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں انکی

كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم

جیسے کسی پر آئے بیہوشی موت کی پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر

بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ

تیز تیز زبانوں سے لوٹے پڑتے ہیں مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے

أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ

انکے کیے کام اور یہ ہے اللہ پر آسان سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی

لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي

نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم باہر نکلے ہوئے ہوں

الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾

گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر بہت تھوڑی

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو

تمہارے لیے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال اسکے لیے جو کوئی امید رکھتا ہے

اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ

اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکھی مسلمانوں نے

الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ

فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے

وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور اسکے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا یقین اور اطاعت کرنا ایمان والوں میں

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو اُن میں پورا کر چکا اپنا ذمہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ

اور کوئی ہے اُن میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ تاکہ بدلا دے اللہ سچوں کو

بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ

اُنکے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے یا توبہ ڈالے اُنکے دل پر

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ

بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے

لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

زور آور زبردست اور اُتار دیا اُن کو جو اُن کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل کتاب سے

مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

اُن کے قلعوں سے اور ڈال دی اُن کے دلوں میں دھاک کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے

وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

اور کتنوں کو قید کر لیا اور تم کو دلائی اُن کی زمین اور اُنکے گھر اور اُن کے مال

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا

حصۂ پنجم

درس ششم

صحابہ کرامؓ سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہو جانے کا اعلانِ عام

بیعتِ رضوان

"لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"

اور

فتح و نصرت کا نقطۂ آغاز

صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ۶ھ

"اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا"

سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ

اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو

الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

خواب تحقیقی کہ تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا

اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ

آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے پھر جانا جو

مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِيْۤ

جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک وہی ہے جس نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ

بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تا کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے ف۲

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٢٨﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ

اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ

کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ

شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تا کہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام

مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾

معافی کا اور بڑے ثواب کا ف۱۲

دعوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بین الاقوامی دور کا آغاز:

غزوۂ تبوک (رجب ۹ھ)

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے لئے نفیرِ عام!

منافقین کی آخری پردہ دری اور ضعفاء کو شدید سرزنش!

سورۃ التوبہ کی آیات ۳۸ تا ۵۷ کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا

اے

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَکُمۡ اِذَا قِیۡلَ لَکُمُ انۡفِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَی الۡاَرۡضِ ؕ اَرَضِیۡتُمۡ بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا مِنَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ

تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر

فَمَا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیۡلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنۡفِرُوۡا

سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے

یُعَذِّبۡکُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۬ۙ وَّ یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ وَ

تو دے گا تم کو عذاب دردناک ☆ اور بدلے میں لائیگا اور لوگ تمہارے سوا اور

لَا تَضُرُّوۡہُ شَیۡئًا ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ

کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ

تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب

هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ

اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا

اور اللہ زبردست ہے حکمت والا نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا

تم کو سمجھ ہے اگر مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا

لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہوتے لیکن لمبی نظر آئی ان کو مسافت اور اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی

لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور چلتے تمہارے ساتھ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانوں کو اور اللہ جانتا ہے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى

کہ وہ جھوٹے ہیں اللہ بخشے تجھ کو کیوں رخصت دی تو نے ان کو یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤٣﴾

ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ

نہیں رخصت مانگتے تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ

يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾

لڑیں اپنے مال سے اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو ★

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ

اور شک میں پڑے ہیں دل اُن کے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں اور اگر

أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ

وہ چاہتے نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ سامان اُس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے

انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿٤٦﴾

اُن کا اُٹھنا سو روک دیا اُن کو اور حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے

لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ

اگر نکلتے تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لئے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾

بگاڑ کروانے کی تلاش میں اور تم میں بعضے جاسوس ہیں اُن کے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ

وہ تلاش کرتے رہے ہیں بگاڑ کی پہلے سے اور اُلٹتے رہے ہیں تیرے کام یہاں تک کہ

جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْهُم مَّن

آپہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعضے اُن میں

يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَ

کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال سُنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور

إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٤٩﴾ إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

بیشک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو اگر تجھ کو پہنچے کوئی خوبی تو

تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا

وہ بُری لگتی ہے اُن کو اور اگر پہنچے کوئی سختی تو کہتے ہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا

أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُل لَّن يُصِيبَنَا

اپنا کام پہلے ہی اور پھر کر جاتے ہیں خوشیاں کرتے تو کہہ ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا

إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ

مسلمان ☆ تو کہدے تم کیا اُمید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ

اور ہم اُمیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب اپنے پاس سے

اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ

یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں کہدے کہ

اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بیشک تم

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ

نافرمان لوگ ہو اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا اُن کے خرچ کا

اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ

مگر اسی بات پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو

اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ

مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر بُرے دل سے سو تو تعجب نہ کر

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي

اُن کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ اُنکو عذاب میں رکھے اِن چیزوں کی وجہ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ

سے دنیا کی زندگی میں اور نکلے اُن کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں اور قسمیں کھاتے

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں ولیکن وہ لوگ

يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا

ڈرتے ہیں تم سے ☆ اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر گھسنے کو جگہ

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

تو اُلٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں تڑاتے

اُمّتِ مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں
قرآن حکیم کی جامع ترین سُورت
اُمُّ المُسَبِّحَات
سورۃ الحدید

مضامین کا تجزیہ

آیات ۱ تا ۶ : ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کا بیان
انتہائی جامعیت کے ساتھ اور اعلیٰ ترین علمی سطح پر!
آیات ۷ تا ۱۲ : خالق و مالکِ ارض وسماوات اور ذاتِ اوّل و آخر و ظاہر و باطن
کے انسانوں سے دو تقاضے : ایمان و انفاق
جو کر گزریں ان کا اعزاز و اکرام : عطائے نور، بشارتِ جنّت فوز عظیم!
آیات ۱۳ تا ۱۵ : ان مطالبات کے پورا کرنے سے پہلوتہی کا نتیجہ : نفاق
آیات ۱۶ تا ۱۹ : مسلمانوں کو آمادۂ عمل کرنے کے لیے ترغیب و ترہیب
سلوکِ قرآنی کا اصل الاصول : انفاق
ترقی کے امکانات : مراتبِ صدیقیت و شہادت کا حصول!
آیات ۲۰ تا ۲۱ : حیاتِ دُنیوی کے ناگزیر مراحل،
آخرت بمقابلہ دُنیا مسابقت الی الجنت!
آیات ۲۲ تا ۲۵ : ایمانِ حقیقی کے مضمرات و مقدّرات : تسلیم و رضا،
ایثار مال اور جہاد و قتال کے ذریعے اللہ اور اس کے رسولوں کی نصرت
آیات ۲۶ تا ۲۹ : دوسری انتہائی غلطی : متبعینِ مسیح کی اختیار کردہ بدعت :
ترکِ دنیا و رہبانیت
نجات اور فوز و فلاح کی واحد راہ : اتباعِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا اسی کے لئے ہے راج

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ

آسمانوں کا اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی ہے

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ

سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہی ہے

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ

جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا

جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ

يَعْرُجُ فِيْهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④

اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ الَّيْلَ

اسی کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام داخل کرتا ہے رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۖ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥ اٰمِنُوْا

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس کو خبر ہے جیوں کی بات کی یقین لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۖ فَالَّذِيْنَ

اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر سو جو لوگ

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ

تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر اور

الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد پکا اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ

ماننے والے وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا

اندھیروں سے اُجالے میں اور اللہ تم پر نرمی کرنیوالا ہے مہربان اور تم کو کیا ہوا کہ خرچ نہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ

اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہر چیز آسمانوں میں اور زمین میں برابر نہیں تم میں

مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ

جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی اُن لوگوں کا درجہ بڑا ہے اُن

الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب کو وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ

خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح پھر وہ اس کو دونا

لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى

کردے اُس کیواسطے اور اُسکو ملے ثواب عزت کا جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی

نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

چلتی ہے اُنکی روشنی اُن کے آگے اور اُنکے داہنے خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ بہتی ہیں جن

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ يَوْمَ

کے نیچے نہریں سدا رہو اُن میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی جس دن

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ

کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لیں

مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

تمہارے نور سے کوئی کہیگا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی پھر کھڑی کردی جائے اُنکے بیچ میں

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳

ایک دیوار جس میں ہوگا دروازہ اُس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ

یہ اُن کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور

تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ

راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آپہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ کے نام سے دغا باز نے سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فدیہ دینا اور نہ منکروں سے

مَأْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ

تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی ہے رفیق تمہاری اور بری جگہ جا پہنچے کیا وقت نہیں آیا ایمان

آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا

والوں کو کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں

كَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ

ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گزری ان پر مدت پھر سخت ہو گئے

قُلُوْبُهُمْ ۖ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْأَرْضَ

ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ

اس کے مر جانے کے بعد ہم نے کھول کر سنا دیئے تم کو پتے اگر تم کو سمجھ ہے تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے

وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَأَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ

ہیں مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح ان کو ملتا ہے دونا اور ان کو

أَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ

ثواب ہے عزت کا اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے

وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۖ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس ان کے واسطے ہے ان کا ثواب اور ان کی روشنی اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَآ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْٓا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

ہماری باتوں کو وہ ہیں دوزخ کے لوگ جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل

وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ

اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے

حُطٰمًا ۖ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۚ

روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ

اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا دوڑو اپنے رب کی معافی کی

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ

طرف کو اور بہشت کو جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا تیار رکھی ہے واسطے انکے جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ

یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسولوں پر یہ فضل اللہ کا ہے دے اس کو جس کو چاہے اور اللہ کا

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ

فضل بڑا ہے کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور

لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ

نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اسکو دنیا میں بیشک یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ

اللہ پر آسان ہے تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿٢٣﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

لوگوں کو بھی نہ دینا اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پرواہ سب خوبیوں کے ساتھ موصوف ہم نے بھیجے

رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ

اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں اور تاکہ معلوم کرے اللہ

يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

کون مدد کرتا ہے اسکی اور اسکے رسولوں کی بن دیکھے بیشک اللہ زورآور ہے زبردست اور ہم نے بھیجا نوح کو

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ

اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب پھر کوئی ان میں راہ پر ہے اور بہت

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ان میں نافرمان ہیں پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ

اور اُسکو ہمنے دی انجیل اور رکھ دی اُسکے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی

وَرَهْبَانِيَّةَ ِۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا

اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہمنے نہیں لکھا تھا یہ اُن پر مگر کیا چاہنے کو اللہ کی رضامندی پھر نہ

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

نبایا اُسکو جیسا چاہئے تھا نباہنا پھر دیا ہمنے اُن لوگوں کو جو اُن میں ایماندار تھے اُنکا بدلہ اور بہت اُن میں نافرمان ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اُسکے رسول پر دے تمکو دو حصے اپنی رحمت سے اور

يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ۙ

رکھ دیگا تم میں روشنی جس کو لئے پھرو اور تم کو معاف کریگا اور اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ

تاکہ نہ جانیں کتاب والے کہ پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور

اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے